یہہ کتاب شیعہ مذہب کی ہی غیر مذہب کے لوگ نہ دیکھین

الحمد للہ رب العلمین

درین زمان سعادت اقتران رسالہ

مسمے

ثبوت وراثت انبیاء

سجاد حسین ابن سید محمد حسین مرحوم مغفور نے

لکھکر

مطبع نکلسہ رفیض ساءع سے کشا

بار اول ۵۰۰ نمبر رجسٹر ۳۶۸ قیمت مجلد ۳ /

SALAR JUNG ESTATE LIBRARY
(Oriental Section)
URDU PRINTED BOOKS
۳۳۲
۱۹۶۲
۲۳۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت سید انبیاء و منقبت شیر خدا علیہ الصلوۃ والسلام حقیر پرتقصیر **سید سجاد حسین** ابن سید محمد حسین مرحوم و مغفور ساکن موضع بہرہ سادات واقعہ سادات بارہ ضلع مظفرنگر اپنے برادران ایمانی کی خدمت با سعادت میں عرض کرتا ہے کہ دینولا ایک رسالہ مسمے بہ تائید غیب مولفہ محمد عبد السمیع بنارسی میری نظر سے گذرا رسالۂ مذکور کے (۱۶) صفحہ ہین۔ اور مطبع جواہر اکسیر بنارس میں چھپا ہے خلاصہ تمام تحریر کا یہہ ہے۔ کہ انبیاء علیہ السلام کے نہ وراثت ہوتی ہے اور نہ ورثا کو اون کے متروکات سے حصہ ملتا ہے پس شیعہ جو کہتے ہین کہ سیدہ نے خلیفہ ابوبکر کی کچہری مین دعوی وراثت دائر کیا۔ چونکہ حقیقت مین نبیون کی وراثت نہین ہوتی لہذا سمجہا گیا کہ اون کا دعوی غلط تہا اور خلیفہ ابوبکر صاحب نے جو اس بارہ مین فیصلہ صادر فرمایا وہ صحیح تہا۔ مولف صاحب نے دو ایک آیتین اپنی تائید کی اور ایک روایت کافی کی بہ ثبوت اس کے کہ انبیاء کی وراثت نہین ہوتی پیش کی ہین

روایت کافی یہہ ہے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے

اِنَّ الاَنبیاءَ لَمْ یُوَرِّثُوا دِرْهَمًا وَلَا دِینَارًا اَوْ اِنَّمَا وَرَّثُوا اَحَادِیثَ مِنْ اَحَادِیثِهِمْ فَمَنْ اَخَذَ بِشَیْءٍ مِنْهَا فَقَدْ اَخَذَ حَظًّا وَافِرًا

مولف صاحب لکھتے ہین کہ ہمنے بہ مشورہ چند احباب مولوی غلام حسنین صاحب کنتوری مقیم بنارس کیخدمت مین بغرض جواب اس حدیث کو پیش کیا جس کا جواب اونہون نے یہہ دیا - کافی مین باب صفۃ العلم و فضیلت علم و علماء مین یہہ حدیث وارد ہوئی ہے -

عَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ اِنَّ الْعُلَمَاءَ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَاءِ وَذٰلِكَ اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوا دِرْهَمًا وَلَا دِینَارًا اَوْ اِنَّمَا اَوْرَثُوا اَحَادِیثَ مِنْ اَحَادِیثِهِمْ اَلَآخِرَهٗ

ترجمہ جناب صادق نے فرمایا کہ بتحقیق علما وارث ہین انبیا کے اور یہہ بات یون ہے کہ انبیا نے درہم و دینار نہین چھوڑا ہے - بلکہ اپنی حدیثین چھوڑی ہین آخر حدیث تک - مراد حضرت کی یہہ ہے کہ علما نے وراثت انبیا مین درہم و دینار نہین پایا ہے - جیسی کہ وارثان شرعی اپنے مورث سے پاتی ہین - اور یا یہہ مراد ہے کہ علما کی واسطے انبیا نے درہم و دینار وراثت مین نہین چھوڑا ہے بلکہ علم انبیا کے علما وارث ہین - پس اس حدیث مین وراثت متروکہ کی مراد نہین ہے اس لئیے کہ وہ وراثت تو رشتہ دارون کی ہوتی ہے - اور عالم دین کی وراثت علمی ہے کچھہ قرابت و رشتہ داری سے تعلق نہین رکھتی ہے کوئی عالم دین کسی کنبہ و قبیلہ کا ہو وارث نبی نہ ہوگا دوسرے حدیث مین وارد ہے علماء امتی کانبیاء

بنی اسرائیل خلاصہ یہہ ہے کہ اس روایت سے اور اوس وراثت سے جسکی بنا پر
فدک کا دعویٰ جناب فاطمہ رضی اللہ نے فرمایا کیا تعلق ہے اس جواب پر
مولف صاحب طالب علمانہ چہ میگوئیان کرکے لکھتے ہین کہ اس حدیث مین
چونکہ لفظ لم یورثو وارد ہوا ہے لہذا سمجہا گیا کہ متروکات انبیاء مین ترکہ و تقسیم نہین
مطلقاً ممتنع ہے۔ بیگانے اور یگانے ہر فرد کیلئے مال متروکہ انبیاء مین وراثت
ثابت نہین اصلی مراد مولف صاحب کی یہہ ہے کہ ورثا و علماء کا حدیث مین کوئی
امتیاز نہین۔ سب برابر ہین۔ جیسیکہ علما کو سوائے حدیث کے کوئی حق نہین
ایسی ہی ورثا کو متروکات مین کسی قسم کا استحقاق نہین حدیث عام ہے جو کہ وارث
و عالم دونون پر احاطہ کئے ہوئے ہے۔ چونکہ جناب مولانا و مقتدانا السید غلام حسنین صاحب
کنتوری نے حدیث کافی کی اصلی حالت بیان فرما دی تہی۔ لہذا یہہ بحث قابل
اسکے نہ تھی کہ طول دیا جائے۔ مگر مولف صاحب نے اپنی توجیہہ غیر وجیہہ پر بڑا
ناز کیا ہے۔ اور بمقابلہ جناب مولانائے ممدوح الوصف کے گویا بزعم خود میدان مار لیا ہے
نظر بران مجہکو ضرورت داعی ہوئی کہ اس معاملہ کی حقیقت واصلیت ظاہر کرون
تاکہ مومنین واہل تحقیق کو اوس سے فائدہ پہونچے بنظر بواقعات نام اس رسالہ کا
تحقیق وراثت انبیا در کہا گیا واضح رائے ارباب ایمان ہو کہ اصل
اس معاملہ کی یہہ ہے کہ شیخ حبیب احمد سہارنپوری نے مذہب شیعہ
اختیار کرکے ایک مضمون علماء اہلسنتہ کی خدمت مین باین خلاصہ پیش کیا
کہ رسالہ سجادیہ کو جو کہ مثبت کفر و نفاق شیخین بروئے کتب سنیہ ہی باطل
کرکے خلفاء کا دنیا سے با ایمان جانا ثابت کرو اور تینتیس سوال کا جواب دو۔

ہر تینس۳۰ سوال اپنے اپنے مقام پر کتب اہلسنیہ مین موجود ہین علماء سہارنپور نے
اوسکا جواب دیا کہ تینس۳۰ باتون جو ہماری کتب مین درج ہونا بیان کیا ہے ۔
یہہ بالکل غلط ہے ۔ منجملہ ان کے ایک بات بہی ہماری کتابون مین درج نہین ۔
جہانتک کہ اون کے قلم مین زور تہا انکار مین بہت اصرار کیا ۔ مگر رسالہ سجادیہ کی
بابت انکار واقرار ہان ہون کچہہ نکیا ۔ جس سے سمجہا گیا کہ اونکو شیخین کی
با ایمان مرنے سے بروے مضامین رسالہ مذکور یاس دستی ہے ۔ اور کیون نہوتی
رسالہ پر ۱۸۹۴ء مین بمقام بہیرہ سادات حقیرخانہ پر تبرا بہاری جلسہ
علما ہوا تہا ۔ اور چند معزز علماء سنیہ دیوبند وسہارنپور وامروہہ وغیرہ اطراف
عالم سے جمع ہوئے تہے ۔ مگر ایسی خاموشی ہوئی کہ آج تک باوصف انقضائے مدت
کسی کو جرأت جواب نہین ہوئی بالجملہ اوس انکارنامہ سنیہ کے جواب مین
فرزند علی صاحب ساکن بوڈہانہ ضلع مظفرنگر کی جانب سے تحیف نے ایک
اشتہار مسمیٰ بآئینہ حق نما نکالا اور ہر تینس۳۰ سوالات کی نسبت ہر سوال کے
محاذی لکہدیا کہ یہہ مضمون فلان کتاب مین ہے اور یہہ فلان مین ساتہہ ہی
بنظر اطمینان مزید یہہ بہی لکہدیا کہ جو شخص کتب مین مضمون محولہ کا نہونا ثابت
کردے گا اوسکو مبلغ عہ۵ ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا ۔ آج تک کسی
سنی سے اوسکا جواب حسب قیود وشرائط مندرجہ اشتہار نہین ہوسکا ۔ اور
نہ انشاءاللہ تعالےٰ تا قیامت ہوگا ۔ اوسی اشتہار پر مولف صاحب بہی معترض
ہوئے ہین ۔ نہ رسالہ سجادیہ کو باطل کرکے اپنے بڑون کا ایمان ثابت کیا
اور نہ اون تیس ۲۹ نمبرون کی نسبت قلم اوٹہایا ۔ چونکہ اوس اشتہار مین قدرک کا

ذکر تھا۔ لہذا آپ قلم لے بیٹھے کہ ہم آئینہ حق نما رکا جواب لکھتے ہین
قدرت خدا ایسے حضرات اور آئینہ حق نما کا جواب اگر اہل سنیہ ہزار سال
سنگ خارا پر سر مارین گے تو حسب قیود و شرائط مندرجہ اشتہار جواب
نہ لکھ سکینگے۔ اگر علمائے اہلسنت کو کچھہ حیا دنیا ہے تو رسالہ سجادیہ کا
جواب لکھکر کفر و نفاق کی لپیٹ دار زنجیر سے اپنے پیشوایان دین کو
چھوڑائین۔ ذرہ دیکھین تو سہی ہمنے کیسے پیچ پر پیچ چڑہا کر شیخین کو کذب
و غدر و خیانت کی زنجیر مین جکڑ بند کر کے ہاتھہ پیر باندھکر لٹکا رکھا ہے
کیونکہ اہل طبع و مقلد وہ ہے جو اپنے بزرگون کے جسم سے کفر و شرک
و بدعت کے میلے کچیلے کپڑے اوتار کر صاف و شفاف لباس پہنائے۔
مولف صاحب تائید غیبی کے صفحہ (۲) سطر ۸ و ۹ - پر لکھتے ہین کہ
اشتہار آئینہ حق نما مین جو کتابون کے نام لکھے ہین وہ اکثر ایسے ہین
کہ جن مین صحت کا اہتمام نہین کیا گیا عند المحققین ہر روایت اون کی لائق
اعتماد نہین۔ الخ

مولف صاحب کا بہت خوشی کے ساتھہ شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔
کہ کتب مندرجہ اشتہار آئینہ حق نما کی نسبت آپنے یہہ نہین لکھا کہ یہہ کتابین
در اصل ہمارے نہین ہین۔ ویسی ہی شیعہ نے وضعی نام گڑھ کر ہماری
گلے سے باندھ دے ہین۔ تحریر بالا سے یہہ نتیجہ پیدا ہوا کہ کتابین تو ہماری ہین
مگر جھوٹی ہین۔ لائق اعتماد نہین۔ نیز جبکہ بقول مولف صاحب بجملہ کتب محولہ
آئینہ حق نما کی اکثر کتابین قابل اعتبار نہین۔ تو اون مین سے کمتر ضرور قابل قبول ہین

مولف پر فرض تھا کہ ہر کتاب کے محاذ مین لکھدیتے کہ یہہ یہہ کتابین فلان
فلان وجوہ سے لایق تمسک واحتجاج نہین - بہرحال وہ ہی کمتر کتابین
جنکا سچا ہونا مولف صاحب کو تسلیم ہے حقیقت شیعہ وابطال مذہب سنیہ
کیلئے کافی ہین - بنظر واقفیت عامۃ الناس عرض کیا جاتا ہے - کہ اوسی
آئینہ حق نما مین کتاب السنہ و بخاری و مسلم وبعض شروح صحیحین مثل فتحباری
و دیگر کتب صواعق محرقہ و کنز العمال و تذکرۂ خواص الائمہ ابن جوزی و تفسیر
ثعلبی و روضۃ الاحباب و حبیب السیر و شواہد النبوۃ وغیرہ مادرج ہین -
نہ معلوم انمین سے ہمارے حضرت کے نزدیک کوئی معتبر ہے یا نہین -
بخاری و مسلم کی نسبت بدظنگی ظاہر کرنے مین شاید جوش سنیت مانع ہو -
پس وہ ہی باتین تسلیم فرمائی جائین جو کہ بحوالہ صحیحین دکھلائی گئین ہین نمبر
۲۵ و ۲۶ و ۲۷ - آئینہ حق نما پر یہہ بات مسلم و بخاری سے درج کیگئی ہے -
کہ سیدہ ابوبکر سے ایسی ناراض ہوئین کہ بالکل ترک کلام کردیا اور وصیت
کی کہ ابوبکر میرے جنازہ پر نہ آئے - اہلسنت کے مجوب ہونے کے لئے
محض اتنا ہی کافی ہے - اگر مولف یا ان کے ہم خیال مرد میدان ہین
تو آئینہ حقنما کے مضمون کو پڑھکر جواب دین تب سمجھا جائے گا کہ وہ بھی کوئی
چیز ہین - اور کسی قطار مین شمار ہوسکتے ہین - اشتہار مذکور کا جواب دینا
بچون کا کھیل اور مونہہ کا نوالا نہین ہے - نمبر اول نے اوپر پچیس ہزار
روپیہ کی بازی لگائی ہے -
سید مظہر حسن صاحب رئیس امروہہ بذریعہ رسالہ حمایت الایمان آئینہ حقنما کے

جواب دینے والے کے لئے ایک لاکھہ کا انعام شایع کر چکے ہین - مولف
صاحب ہم خرما و ہم ثواب سمجھکر بعد پورا جواب دینے کے پچیس ہزار بلکہ ایک
لاکھہ لین - اور کشتی سنیت کو جو کہ موج آفات کی صدمات سے ٹکرہ ٹکرہ
ہوگئی ہے درست کرین - ورنہ یہہ سمجھہ لین کہ اقتدار مذہب سنیہ جہلا کی نظر سے
بہی گر گیا - مولف صاحب اپنے رسالہ کے صفحہ (۲) سطر (۹) پر ارقام
فرماتے ہین - کہ قصہ فدک مفتریات شیعہ سے ہے - متروکات انبیاً
کچھہ نہین ہوتی جن سے اون کے ورثا کوئی فائدہ اوٹھائین - انبیا کا متروکہ
جو کچھہ بہی ہے وہ علم فقہ و حدیث ہی - درہم و دینار نہین ہوتے - کرمانی شرح
بخاری سے صفحہ (۵) و (۶) پر یہہ دلیل لکھتے ہین (اگر شاید کسی کو یہہ خدشہ
گذرے کہ کیا وجہ ہے کہ انبیاء کرام کے متروکہ مین میراث نہین ہوتی سو اوسکی
وجہ یہہ ہے کہ فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمۃ - اللہ تعالیٰ حکیم مطلق
نے پیغمبرون کے مال مین احکام میراث نہ ہونے کی یہہ حکمت رکھی ہے تا لوگون کو
معلوم ہووے کہ پیغمبرون کی محنت و جانفشانی صرف خدا ہی کے واسطے تھے
دنیا کی کچھہ محبت و خواہش نہ تہی - یہان تک کہ اولاد اور وارثون کو بہی متاع دنیا
سے کچھہ حصہ نہین -

دوسری حکمت یہہ ہے - کہ اگر کوئی یہہ آرزو کرتا کہ بعد پیغمبر کی وفات کے
ہم مال کے وارث ہون گے - تو اس خیال بد یعنے پیغمبر کے موت کے آرزو
کرنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے -

مولف صاحب نے جو عبارت صدر سے اہلسنت کا عقیدہ بیان کیا ہے

اوسکا صاف یہہ مطلب ہے کہ اگر انبیا پس از وفات خود کوئی جائداد چھوڑین تو عام نگاہون مین اقتدار رسالت قایم نہ رہے - اور ورثا بطمع قایم مقامی طالب مرگ مورث ہو کر سیدہے جہنم کو چلے جائین - بظاہر یہہ بات دلفریب معلوم ہوتی ہے اور جہلا کی بہک جانیکے لئے تو عمدہ اور قوی دلیل ہے - مگر تہوڑا غور کرنے کے بعد واضح ہوتا ہے کہ شاید اس سے ضعیف و رکیک کوئی دوسری بات نہ ہو - کیونکہ حسب بیان جناب ابوبکر آنحضرت نے فرمایا ہے - کہ

نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نُرِثُ وَلَا نُوْرِثُ وَمَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ

یعنے ہم گروہ انبیا نہ کسی کے وارث ہوتے ہین اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے جو چیز کہ ہم ترک کرتے ہین وہ صدقہ ہے - یعنی ہمارے وارثون کو اوس شے سے بہرہ یاب ہونا حرام ہے اور ہم نشینون اور دوستون کے لئے شیر مادر سے زیادہ سریع الہضم ہے - اس سے ظاہر ہوگیا کہ انبیا کے متروکات صدقہ ہوتے ہین - نہ معلوم انبیا نے بقول جناب رسالت مآب کچہہ جائداد چہوڑی ہوگی یا وہ زہد و اتقا کی نسبت اوسوقت کے لوگون نے کیا خیال کیا ہوگا - اور خود رسالتمآب کے بارہ مین کفار قریش و دیگر مخالفین اسلام کے دل مین ایک بڑی جائداد فدک کے چہوڑنے سے کیا ظن پیدا ہوا ہوگا غالباً نے طماع سمجہے گئے ہونگے پاک و بے لوث تو اوسی وقت یقین کئے جاتے جب کہ گہر مین خلال کیلئے ایک تنکا نچہوڑتے - سوائے ازین جو آفت کہ ورثا کو پیش نظر تہی وہ ہی مریدون اور چیلون کو درکار ہے - جیسے کہ وارث بامید مرگ نبی کافر ہوتے ایسے ہی صدقہ خور صاحب گرفتار زنجیر کفر نظر آتے ہین - بہر حال مفت خور

آدمیون کی طبعیت مین بھی تشوش ورثا یہہ خیال پیدا ہوتا ہوگا کہ کب نبی صاحب
دنیا سے بوریا بدہنا اوٹھائین - اور ہم ہم تصدق سے سوکہی ہوئی انتڑیونکو
ترو تازہ کرین - وارث تو ایک وہی جہنم رسید ہوتا - مفت خورون کا بڑا
گروہ دوزخ کا ایندہن نظر آتا ہے - موءلف صاحب انصاف سے فرمائین
کہ ما ترکنا صدقہ کہنے مین نبی صاحب سچے ہین یا تاویل فضول و بیجا کرنے
سے کرمانی شارح بخاری - چونکہ یہہ حدیث حسب مذاق اہلسنتہ واقع ہوئی ہے
لہذا اوسکے تمام خرابیون کی جوابدہی اون کے ذمہ ہے - ہم کو سوائے
مذاق و قہقہہ اوڑانے کے اورکچہہ سروکار نہین کیونکہ ہم قطعی منکر ہین کہ رسالتماب
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایسا ہرگز نہین فرمایا - کہ ہم گروہ انبیاء کا کوئی وارث
نہین ہوتا - خلیفہ ابو بکر صاحب نے سیدہ کے محروم الارث کرنے کی غرض سے
یہہ حدیث بنالی تھی - اگر ابو بکر ایسا فرماتے کہ نبی صلعم نے فرمایا ہے کہ ہم کوئی
جائیداد چھوڑتے ہی نہین - جس سے ورثا متمتع ہون تو کرمانی صاحب کی
توجیہ بظاہر کچہہ صحیح ہوتی - مگر افسوس ہے کہ ابو بکر سبقت لسانی نے ما ترکناہ
صدقہ سے بنا بنایا کام بگاڑ دیا - اور تماشا دیکہئے دروغگو را حافظہ نباشد
موءلف صاحب کرمانی سے حسب بیان صدر یہہ سند لائے ہین کہ ترکہ
انبیا مین احکام میراث نہ ہونیکی یہہ حکمت رکہی ہے - تا خلق کو معلوم ہو - کہ
پیغمبرون کی محنت و جانفشانی صرف خدا ہی کے واسطے تہی - دنیا کی کچہہ محبت
وخواہش نہ تہی - یہانتک کہ اولاد اور وارثون کو بہی متاع دنیا سے کچہہ حصہ
نہین الی آخرہ اور پہر صفحہ (۳) سطر ۸ پر لکھتے ہین -

قَالَ اَبُوْهُرَیْرَۃَ لَا تَقْسِمُ وَرَثَتِیْ دِیْنَارًا مَا تَرَکْتُ بَعْدَ نَفَقَۃِ نِسَائِیْ وَمُؤْنَۃِ عَامِلِیْ فَهُوَ صَدَقَۃٌ بخاری وسلم مین روایت ہے ابوہریرہ سے کہ فرمایا رسول صلعم نے نہ بانٹین گے میرے وارث سونے کے دینار برابر بھی جو چھوڑ جاؤن مین - بعد میرے بیبیون کے خرچ کے اور کارندے کی محنت کی سو صدقہ خدا کی راہ مین ملاحظہ ہو کہ روایت کرانی مین دو شخصون کے لئے امتناع وراثت ہے اولاد اور وارث اور کوئی شک نہین کہ بی بی داخل ورثا ہے مگر ابوہریرہ بی بیون کا نان نفقہ اور کارندہ کی تنخواہ جائز بتلاتے ہین نہ معلوم ان دونون مین کون سچا ہے - اہلسنت کا تمامتر اہتمام یہہ ہے - کہ اولاد کا حصہ نہین ہے یعنی فاطمہ محروم ہین - کارندے لوٹین کہائین ازواج مزے اڑائین - مگر فاطمہ ایک کوڑی نہ پائین -

چونکہ مؤلف صاحب نے معاملہ فدک کو مفتریات شیعہ سے قرار دیکر اس بات کو بزعم خود ثابت کیا ہے کہ انبیاء کی وراثت مالی نہین ہوتی اور بجائے خود اونہون نے جاہلا سنیہ کو یہہ باور کرانا چاہا ہے کہ اس عنوان وقطع کی بحث مین گویا منفرد ہین - چنانچہ رسالہ تائید غیبی کے صفحہ (۳۲) سطر ۱۰ پر لکھتے ہین کہ مجھکو مولوی غلام حسنین صاحب مجتہد شیعہ سے دریافت کرنے مین یہہ بات مناسب معلوم ہوئی کہ مباحث افراط و تفریطی سے قطع نظر کرکے یہہ امر متحقق ہونا چاہئے کہ متروکات انبیاء مین احکام میراث جاری ہونگے - یا نہین الخ - اس فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ مؤلف صاحب نے

اور سب باتین چہوڑ کر تمام بحث کا لب لباب قوت عقلی سے یہہ ہی نکال لیا کہ وراثت انبیا قابل توزیع و تقسیم ہے - یا نہین - قرینہ کلام خود تبلا رہا ہے کہ مولف صاحب کو اس بحث مین دعوائے جدتیت و فرویت ہی لہذا بنظر سہولت و فہم مطلب اس مقام مین تنقیحات ذیل نکالی جاتی ہین - تاکہ مولف صاحب کی تمامتر حقیقت ظاہر ہو جائے کہ اون کی تحریر کہان تک قابل قدر ہے *

(۱) یہہ کہ درباب عدم جریان وراثت بہ ترکہ انبیاء جو تقریر مولف صاحب نے کی ہے یہہ نئی ہے یا پرانی -

(۲) یہہ کہ معاملہ فدک ایسا بے وجود و غیر وقوعی ہے کہ جسپر کوئی تنازعہ نہین ہوا اور محض شیعہ کا ساختہ و افترائی مضمون ہے -

(۳) انبیا کی متروکات سوائے علم و حدیث کے اور کچہہ نہین ہوتی

(۴) آیہ یوصیکم اللہ نبی و غیر نبی دونون پر شامل ہے یا کہ نفس نبی اوس سے مستثنیٰ ہے -

(۵) لفظ لم یورثو مستدلہ مولف سے عام وراثت کی نفی ہوتی ہے یا کیا -

تنقیح اوّل

(یہہ کہ درباب عدم جریان وراثت بہ ترکہ انبیاء جو تقریر مولف صاحب نے کی ہے یہہ نئی ہے یا پرانی) -

واضح رائے ارباب خرد ہووے کہ درباب نفی وراثت بہ ترکہ انبیاء جو تقریر موئلف صاحب کی ہے یہہ بہت پرانی ہے۔ ہر جز و کلام بوجہ کہنگی ایسا کمزور ہے کہ جیسا زنگ خوردہ لوہا یا دیمک کھایا ہوا کپڑا۔ موئلف صاحب کا اسمعا اِمین اتنا ہی تعلق نہیں کہ جتنا ماش کو سپیدی سے ہوتا ہے۔ تحفہ کے باب دہم مین جو ابوبکر کے بارہوین طعن کا جواب شاہ صاحب نے جواب نوکر تحریر فرمایا ہے اوسکو بالکل حرف بحرف وہی تقریر کی ہے جسکو موئلف نے بدعوائے امانیت درج اوراق فرمایا ہے۔ انتہی۔ نوے برس کا زمانہ گذرا کہ تحفہ کے باب دہم کا جواب بذریعہ کتاب مستطاب تشئید المطاعن دیا گیا ہے۔ آجتک کسی عالم اہلسنت کو یہہ حوصلہ نہیں ہوا کہ اوسکے جواب مین قلم اوٹھاتا پس ایسے مقدوح و مجروح استدلال پر موئلف صاحب کا مستدل ہونا تعلاً زمانے سا ئیٹفکٹ جہالت حاصل کرنا ہے۔ حضرات اہلسنت کا قاعدہ ہے کہ تحفہ کے جوابون کو نہیں دیکھتے۔ یا دیکھکر ہیارہی بہتر سمجھکے چھوڑ دیتے ہین۔ مگر بنظر جہلا، مردم فریبی سے اپنا رنگ جمانے اور کہانے کمانے کی غرض سے اونہین مضامین کو جو کہ پامال رہ ہوکر لوگون کے ذہنون سے محو و سہو ہو چکے ہین۔ لکہہ لکہکر افراد مصنفین مین اپنا نام درج کراتے ہین۔ پس واضح ہوگیا کہ موئلف تائید غیبی نے کوئی نیا مضمون نہیں لکہا۔ بلکہ یہہ کاسہ لیسی صاحب تحفہ وہی پورا ردشدہ مضمون حوالہ قلم فرمایا ہے۔ تعجب ہے کہ جناب

مولانا و مقتدانا السید علامہ حسنین صاحب کی جدا علئے صاحب تحفہ کے
استدلال کو باین عنوان تشئید المطاعن مین باطل فرمائین - کہ جن کا کچھہ جواب
نہو - اور عزیز دہلوی کی اذناب و اخلاف وہی مضمون مکرر و مولوی صاحب
ممدوح کے سامنے بغرض جواب پیش کرین - کسی سُنی کو یہہ استحقاق نہین ہے
کہ تحفہ سے مضمون لیکر شیعہ کے سامنے پیش کرے - کیونکہ لقبول مشہور -
جو یکبار گفتی مگو یار ہا - بحمد اللہ مولف صاحب نے جو دہوکے سے دعوائے
تفرد کرکے اپنا نیا رنگ جمایا تہا اوسکو ہمارے ترشی کلام نے ایسا اوڑا دیا
کہ جیسے صیقل زنگ آلود لوہے کو صاف کر دیتی ہے -

تنقیح دوم

یہہ کہ معاملہ فدک ایسا بے وجود و غیر وقوعی ہے کہ جسپر کوئی
تنازعہ نہین ہوا اور محض شیعہ کا ساختہ و افترائی مضمون ہے

مخاطب صاحب قصہ فدک کو رسالہ تائید غیبی کے صفحہ (۲) سطر (۹)
مفتریات شیعہ سے قرار دیتے ہین اور حاشیہ صفحہ ، پر لکہتے ہین کہ قصہ فدک
علمائے اہلسنت کے نزدیک محض بے اصل ہے - اہل عقل غور فرمائین کہ
اگر مابین سیدہ و ابوبکر صاحب امر فدک مین کوئی نزاع واقع نہ ہوا تہا تو حدیث
نحن معاشر الانبیاء کے پیش کرنے خلیفہ صاحب کو کیون اور کب اور
کسجگہہ ضرورت داعی ہوئی تہی - کتب اہلسنت مین بحوالہ ابوبکر حدیث مذکور کا
نقل ہونا خود اسبات پر دلالت کرنے والا ہے - کہ کسی نزاع وراثت مین

ابوبکر صاحب کو اس حدیث کی بیان کرنے کی ضرورت پیش آئی تھی ہر چند کہ معاملہ
فدک کو اکثر بلکہ تمامتر مورخین و مفسرین و متکلمین سنیہ نے نقل فرمایا ہے مگر
حقیر اسجگہ بسبیل اختصار دو تین علمائے اہلسنت کا بیان نقل کرتا جاتا ہے
جن کے معتمد ہونے میں کسی سنی کو جائے کلام نہیں شاہصاحب تحفہ کے باب
دہم میں ابوبکر صاحب کی بارہویں طعن کا اسطرح جواب دیتے ہیں کہ شیعہ
جو کہتے ہیں کہ ابوبکر فاطمہ را از ترکہ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ پدر
او بود میراث نداد ۔ پس فاطمہ گفت اے پسر ابوقحافہ تو از پدر خود میراث
گیری و من از پدر خود میراث نگیرم کدام انصاف است و در مقابلہ فاطمہ
بروایت یک کس کہ خودش بود احتجاج نمود ۔ و گفت کہ من از رسولخدا صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم شنیدہ ام کہ میفرمود کہ ما مردم کہ فرقہ انبیا باشیم نہ از کسی میراث میگیریم
و نہ کسی از ما میراث میگیرد ۔ حالانکہ این خبر صریح مخالف نص قرآن است ۔ و
یوصیکم اللہ فی اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین زیرا کہ این نص
عام است شامل است نبی و غیر نبی را و نیز مخالف نص دیگر است کہ و ورث
سلیمان داؤد ۔ وھب لی من لدنک ولیا یرثنی و یرث من
آل یعقوب ۔ پس معلوم شد کہ وارث انبیا ہم می شوند و از ایشان ہم وارثان ایشان
میراث میگیرند ۔ جواب ازین طعن آنکہ ابوبکر منع میراث از فاطمہ محض بجہت شنیدن
این نص از پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نمود نہ از جہت عداوت فاطمہ ۔ شاہصاحب تمام
طرز طعن کو تسلیم فرما کر جوابدہ ہوئے ہیں ۔ کہ ابوبکر نے کسی عداوت کیوجہ سے فاطمہ کو
ورثہ سے محروم نہیں کیا ۔ بلکہ محض حدیث کے سننے سے اس عبارت سے پورے

طور پر واضح ہوگیا۔ کہ مقدمہ وراثت دائر ہوا آیہ یوصیکم اللہ و دیگر آیات دالہ وراثت پر بحث ہوئی خلیفہ نے اپنی سنی ہوئی حدیث پر عمل کرکے مقدمہ ارث کو ڈسمس کیا۔ کوئی جاہل دنیا مین ایسے معاملہ کو بے اصل وافترا شیعہ بتلا سکتا ہے نہین ہرگز نہین۔ اس معاملہ کو وہی غیر وقوعی کہہ سکتا ہے کہ جسنے نہایت اہتمام سے حق پوشی و ناحق کوشی پر دوہرے پٹکے سے بہت مضبوطی کے ساتھہ کمر باندھ لی ہو۔ اور سنئے شاہ عبد الحق محدث دہلوی ترجمہ مشکوٰۃ مین لکھتے ہین

وشکل ترین قضیہ معاملہ فاطمہ زہرا است زیرا کہ اگر بگویم کہ وی جاہل بود باین سنت (یعنی عدم وراثت انبیاء) بعید است اگر التزام کنیم کہ شاید اتفاق نیفتاد و او را استماع این حدیث از آنحضرت مشکل تر میشود کہ ابعد از استماع این حدیث از ابوبکر و شہادت صحابہ بدان چگونہ قبول نکرد۔ و در غضب آمد و اگر غضب پیش از استماع حدیث بود چرا بر گشت از غضب تا آنکہ استداد کشید و تا زندہ ماند مہاجرت کرد ابوبکر را انتہی تعجب ہے

کہ جس معاملہ کو باین عبارت واضحہ شاہ صاحب و عبد الحق صاحب درج کتب کرین وہ بے اصل محض و افترا شیعہ بیان کیا جاوے۔ اہلسنت کو لازم ہے کہ ایسے لغوگو اور کاذبون کے بیانات واہی پر کبھی اعتنا نکرین اون کی نسبت یہہ ہی خیال کرلین کہ اہلبیت پا لنے اور خلایق کے گمراہ کرنے کی غرض سے گنواروں مین بیٹھکر جھوٹ طوفان بکنے والے ہین چونکہ معاملہ فدک بقول شاہ عبد الحق صاحب ایک معاملہ مشکل و قضیہ لاحل ہے۔ لہذا علماء اہلسنت کا ابوبکر کو منع ارث سے کسطرح بچانا مشکل ہوگیا۔ تب یہہ سوجہا کہ اصل معاملہ کو وجود ہی سے انکار کردیا جاوے تا کہ ابوبکر سنگ مطاعن کے بوجھ سے بچ جائین

مگراب باتین بنانے سے کیا ہوتا ہے ۔ واقعات گذشتہ تاریخ نویسون کے قلم سے نکل گئے ۔ مناظرین کے بحث مین ایک ایک بات سو سو دفعہ چھیڑا ئی گئی ۔ اب بدا اس کے اور کچھ نہین ہو سکتا ۔ کہ دل کو مسوس اپنے ہونٹون کو کوس کاٹ کر چپ ہو رہین ۔ جتنے جتنے وقت نظر کرین گے اوسیقدر دام کلام مین پھنستے جائنگے ۔ بحمد اللہ جو تقریر کہ مولف صاحب نے کی تھی وہ اون کے گلے کا پھندا اس عنوان سے ہوگئی ۔ کہ ہزار ناخن تدبیر گہساوین ۔ مگر انشا اللہ ایک گرہ بھی کھول سکین گے ۔ معاملہ فدک کو اگر سوائے مولف صاحب کوئی بے اصل و افتراء شیعہ بیان کرتا تو مین اوسی کو بے اصل و وجود و مفتری کہدیتا ۔

تنقیح سیوم

انبیا کے متروکات سوائے علم و حدیث اور کچھ نہین ہوتے ۔ جناب فاطمہ علیہ السلام کا وراثتاً باجلاس ابوبکر صاحب متقدمہ دائر کرنا اون لوگون کے نزدیک جو کہ سیدہ کو نیک و پاک والواث خود غرضی سے صاف و مبرا جاننے والے ہین بلاحجت و نکرار اسبات کا یقین دلانے والا ہے ۔ کہ متروکات انبیا ضرور ہوتے ہین ۔ اور اون کے ورثا رشرعی اپنے اپنے سہام اسطرح پاتے ہین ۔ جیسے کہ جمیع مخلوقات الٰہی کی اولاد اپنے مورثان سے بہرہ یاب و منتفع ہوتے ہے ۔ اگر بخلاف آیہ یوصیکم اللہ جسمین بیٹے کے دو حصہ اور دختر کا ایک حصہ مقرر کیا گیا ہے نبیون کے مال مین احکام وراثت جاری نہ ہوتے ۔ تو کبھی یقین نہین کیا جاسکتا کہ

جناب فاطمہ باین زہد و پرہیزگاری اموال تصدقات کے اکتساب مین جوکہ اونپر قطعی حرام تھا کوشش فرماتین اور نہ جناب امیر علیہ السلام جیسے اعلم الناس آیات قرآن سے احتجاج فرماکر حسب روایت مسلم و بخاری بقول عمر ابوبکر کو اسی مقدمہ مین فیصلہ خلاف مراد سیدہ دینے سے کاذب غادر و خائن فہما سمجھتے - اکثر کتب اہلسنت مین لکھا ہے کہ جب فاطمہ و خلیفہ صاحب مین نفی و اثبات وراثت انبیا کا جھگڑا پیش ہوکر سخت محاجہ روبکار ہوا - تب حامل علم اولین و آخرین و ثقل ثقلین و قرآن ناطق یعنی امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اے ابوبکر خلاف قرآن کیون کج بحثی کررہے ہو - غریب و امیر و شاہ و وزیر و نبی و شقی سب کی اولاد نے اپنے مورثون کا ترکہ پایا ہے -

چونکہ مجھکو اختصار مدنظر ہے - لہذا کنز العمال کے جوکہ عند السنیہ معتبر ہے بتائید مضمون بالا عبارت پیش کرتا ہون -

عن ابی جعفر قال جاءت فاطمۃ الی ابی بکر تطلب میراثہا وجاء عباس ابن عبد المطلب یطلب میراثہ وجاء معہما علی فقال ابوبکر قال رسول اللہ صلعم لا نورث ما ترکناہ صدقۃ فقال علی وورث سلیمان داؤد وقال زکریا یرثنی ویرث من آل یعقوب قال ابوبکر ھو ھکذا وانت واللہ تعلم مثل ما اعلم فقال علی ھذا کتاب اللہ ینطق فسکتوا وانصرفوا -

درحالیکہ حضرت امیر نے حسب تسلیم صاحب کنز العمال وراثت انبیا کا

قرآن سے ثبوت ویگر سیدہ کے بیان کو تقویت دی تو کیا اجگہ یہ کہا
جاسکتا ہے کہ حضرت امیر نے اغراض ذاتی کو دخل کر بخیال انتفاع سیدہ
آیات قرآنی کی تعبیر خلاف مقصود خدا کی۔ رسول پاک ہدایت امت کیلئے
دو چیزین چھوڑین ایک قرآن اور دوسرے اہلبیت۔ سردار اہلبیت
کہین کہ اس آیت کی یہ معنی ہین۔ اور اجنبی لوگ اوس کے خلاف
بتلائین۔ تو اب امت کو کسکا اتباع کرنا چاہئے۔ آیا واقف اسرار قرآن کا یا
ادن لوگون کا جو حسب تصریح کتب سنیہ بسم اللہ و الحمد للہ و سبحان اللہ
کے بھی معنی نجانتے تھے۔ (دیکھو رسالہ تقریر دلپذیر مولفہ حقیر) حضرت امیر
کے استدلال پر وہ ہی شخص نکتہ چینی کرسکتا ہے جسکو عقل و ایمان سے اصلا
بہرہ نہ ہو اور جسنے بقول مولوی روم ؎

تو بتاریکی علی را دیدہ		زان سبب غیری بروگزیدہ	

حضرت امیر کو اصول چشمہ ہو کر دیکھا ہو شاہ عبد العزیز صاحب بحث متعہ مین لکھتے
ہین کہ (ہر کہ غزوہ خیبر را تاریخ تحریم متعہ گوید گویا دعوائے غلطی در استدلال علی می
می کند واین دعوی شاہد جہل و حمق اوست)۔ پس جبکہ حسب تسلیم عظمائے سنیہ
حضرت امیر مستدل بوراثت انبیا ہوئے ہین تو اوس استدلال پر چون و چرا
کرنے مین وشمال جانا بقول شاہصاحب جاہل و احمق بننا ہے۔
اب مین اس معاملہ کی اصل حقیقت بیان کرتا ہون تا کہ ہر شخص کے ذہن نشین
ہو جائے۔ فدک زمانہ حیات رسول صلعم سے بروئے ہبہ زیر قبضہ سیدہ
تھا۔ جبکہ ابو بکر خلیفہ ہوئے تو اونکو یہ فکر پیدا ہوا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار سالانہ

آمدنی کا بدستِ اہلبیت رہنا ہماری اون تدابیر و پیشبندیون کے خلاف ہے جو کہ خاندانِ نبوت کے مٹانے مین کیگئی ہین۔ اگر یہہ کثیر التعداد آمدنی اون کے ہاتہہ مین رہی خود تو کہانا جانتے ہی نہین سب للّٰہ فی اللّٰہ دے دلاکر لوگون کے طبائع کو اپنی طرف ایسے کہینچے رہین گے۔ جیسے مقناطیس لوہے کو۔ تا وقتیکہ اون کی قوتِ تمول نہ گہٹے گی خلایق کا میلان خاطر نہ جائے گا۔ یہہ منصوبہ کر کے عاملان و کارندگانِ سیدہ کو تبدیل کر کے داخل خالصہ کرلیا۔ سیدہ نے اس مداخلت بیجا کی واقع ہونے سے بحضور خلافت مآب استغاثہ پیش کیا۔ کہ عطیات خدا و رسول کو کیون ضبط کیا جاتا ہے۔

ابوبکر صاحب نے اوس مقدمہ کو قطعی ڈسمس کر دیا۔ اور سند یعنی ہبہ نامہ جو پیش کیا گیا تہا اوس کو حضرت عمر نے چاک کر کے پہینکدیا۔

دیکہو تشید المطاعن مطبوعہ مطبع مجمع البحرین کے صفحہ کا حاشیہ جسمین بروایتِ اہلسنت شق ہبہ نامہ کا تذکرہ ہے۔ جبکہ یہہ بوجہہ نا موجہ غیر مسموع ہوا تب آپنے فرمایا کہ مین ہر طرح مالک ہون۔ میرے مالکانہ استحقاق مین تمہاری توجیہات کارآمد نہ ہونگی۔ ہبہ اگر تمہارے نزدیک صحیح و جائز نہین ہے تو مین اپنے باپ کے متروکات کی وارثہ ہون۔ سیدہ جانتی تہین کہ اب کوئی موقعہ گفت و شنید مخالفین کو نہ ملے گا۔ مگر وہان کیا دیر تہی دم کل ہلائی اور تانبے پیتل کے برتنون کیطرح خدمشین ڈہل گئین۔ خواہ خلیفہ صاحب نے فرمایا کہ آپ کیسی وراثت لیتی ہوئی بہر رہی ہین۔ آپکو یہہ ہی

خبر ہے کہ نبیون کے وارث محروم قرار پاچکے ہین۔ آپ کے باپ کے متروکات اون کی اولاد پر حرام ہین۔ اور ہم مصاحبون پر حلال۔ سیدہ نے فرمایا کہ کمال تعجب ہے کہ میرے والد بزرگوار ہر طرح کے مسائل مجھکو سمجھا گئے اخبار آئندہ دفتن وحوادث کی خبر دیگئے۔ مگر اس اہم مسئلہ کو جسکا نفع وضرر میری ذات سے بالخصوص تعلق رکھتا ہے۔ چھپائے رکھا کبھی ظاہر نکیا۔ سوائے تمہارے کوئی اور بہی شہادت دیسکتا ہے۔ کہ حضرت نے ایسا ایسا فرمایا ہے۔ ابوبکر نے جواب دیا کہ کسی کے سامنے حضرت نے نہین فرمایا فقط مجھسے تخلیہ مین بذیل دیگر راز و نیاز کے فرما گئے تھے۔

عندالسنیہ یہہ بات مسلم ہے کہ ابوبکر اظہار حدیث مین متفرد تھے۔ چنانچہ صاحب ابوبکر کے بارہوین طعن مین لکھتے ہین۔ (۱) چون این خبر را (یعنے نحن معاشر الانبیاء) ابوبکر خود شنیدہ بود صاحب تفتیش از دیگرے نداشت۔ مولوی محمد قاسم نانوتوی ہدیۃ الشیعہ مین لکھتے ہین کہ ابوبکر سے اسواسطے کہا تہا کہ اونکو اپنی خلافت مین ایسے پیچیدہ مقدمہ کا فیصلہ کرنا تھا۔ پس اسیواسطے ظاہر کردیا تہا۔ کہ ایسے قسم کے مقدمہ فیصل کرنے مین اون کو دقت واقع نہ ہووے۔ اور بیدہڑک ہوکر فیصلہ صادر فرماویوین محمد قاسم صاحب نانوتوی اک عجیب بات اسی سلسلہ مین لکھتے ہین۔ فرماتے ہین کہ جب سیدہ ورثہ پدری سے محروم ہوئین۔ تو مدینہ مین گہر گہر غل پڑ گیا اس سے واضح ہوتا ہے کہ قبل از تصفیہ وراثت جملہ سکنائے مدینہ بالعموم اس سے ناواقف تہے کہ انبیا کے ورثا ترکہ پانے سے محروم کئے گئے ہین۔ غرضکہ اس مین کوئی

شک نہین ہوسکتا کہ نفی وراثت کی حدیث بیان کرنے مین ابوبکر صاحب کی تنہا یادداشت نے کام دیا۔

حاصل ہو نکہ مقدمہ ہبہ جو کہ اصل اصول متنازعہ ہے اوسنے اہلسنت کو ایسا دائرہ ضیق مین پھنسایا ہے کہ اوسکے جواب دہی سے قطعاً بند دہن ہین۔ لہذا شاہ صاحب نے لاچار ہو کر تحفہ مین لکہدیا کہ شیعہ جو دعوی کرتے ہین کہ فاطمہ علیہ السلام نے مقدمہ ہبہ پر رجوع کرکے حضرت علی و ام ایمن و حسنین سے گواہی دلائی۔ یہہ بالکل غلط ہے۔ دعوائے ہبہ از حضرت زہرا و شہادت دادن حضرت علی و ام ایمن یا حسنین علی الاختلاف الروایات در کتب اہلسنت اصلاً موجود نیست محض از مفتریات شیعہ است۔ شاہ صاحب بہی آفتاب پر خاک ڈالتے ہین سیاہ اندہی ہین۔ یہہ بہات اپنے انکار کردینا گویا اونکا عین مذہب ہے۔ معلوم اس شخص نے کیون دہوکہ دہی پر کمر باندھکر سنیون کو مغالطہ دیا ہے۔ ۲۵ کتب معتبرہ اہلسنت مین بہ تفصیل ما انتر لکہا ہے۔ کہ جناب سیدہ ہبہ کا دعوے پیش ہوا۔ علی و ام ایمن وحسنین نے وقوع ہبہ پر گواہی دی۔ خلیفہ صاحب نے بعد سماعت شہادت حکم دیا کہ علی ایک مرد ہین اور ام ایمن ایک عورت ہے۔ حسنین ایک چہوٹے بچے ہین ڈگری کے لئے یہہ شہادت ناکافی ہے۔ اسی مواد تو ۲۵ کتابون مین درج ہین۔ مگر شاہ صاحب وہی مرغے کی ایک ٹانگ کہے جاتے ہین۔ کہ افترا شیعہ ہے۔ افسوس ہے دانشمندان اہلسنت پر کہ ایسی یاوہ گو آدمی کی تحریر کو سچا سمجھکر کہین جائین کہ شاہ صاحب بہادر نے

یہ لکھا ہے اور وہ لکھا ہے - جو شخص اتنی کثیر التعداد کتب کی تحریر سے
انکار کرے گا اور غلط دکھلائیگا وہ کسطرح عالم ہونے کی قابلیت رکھ
سکتا - اگر تجربہ دیدہ کنندہ کہا جا سکتا ہے - حقیر نے ہبہ کی بحث کو
رسالہ تطہیر و تنویر میں نہایت صفائی سے بیان کیا ہے - جو صاحب
ملاحظہ فرمائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ بہت لطف اٹھائیں گے - یہ ۲۴
کتابوں میں حال دعوائے ہبہ و شہادت درج ہے - ان کی [illegible] ارشاد
معہ تشریح [illegible] جناب مولانا مفتی السید محمد قلی صاحب اعلی اللہ مقامہ
نے کتاب تشیید المطاعن مطبوعہ مطبع مجمع البحرین لدھیانہ صفحہ ۲۲۹ پر
نقل فرمائی ہے جسکو اشتباہ ہو دیکھ لیوے - منجملہ کتب مذکورہ چند
دو چار کتابوں کے نام بھی لکھے جاتے ہیں تاکہ ناظرین کو معلوم ہو کہ
ایسے ایسے علمائے جلیل الشان نے دعوائے ہبہ کا ذکر کیا ہے جنکو
شاہ صاحب [illegible] - مغنی قاضی القضاۃ - [illegible] العقول
[illegible] فصل الخطاب مواقف - شرح مواقف [illegible] وغیرہ
پھر گواہی اتنے [illegible] مقدمہ ہبہ گواہی گواہان کی ہو [illegible]
السیدہ کا ذکر ہے ترک کیا یا انصاف سنی صاحبان اس بات کا یقین کر سکتے
ہیں کہ واسطے ایسا دعوی دائر عدالت کیا جو فی الواقع سچا تھا اور علی اکبر
حسنین علیہم السلام نے بغرض اکتساب مال ناجائز جھوٹی گواہی دی
پس شاہ صاحب کا ہبہ سے انکار کرنا اور مؤلف صاحب کا معاملہ فدک
سے اہمال و اغماض کرنا صاف دلالت کرتا ہے کہ ہر دو صاحبوں کو

سوائے عداوت ومخالفت اہلبیت امر دیگر مرکوز طبیعت نہین - اگر بقول ہمو لف
صاحب یہہ معاملات قطعاً ساختہ شیعہ ہین - تو بروایت مسلم و بخاری و دیگر
کتب سنیہ سیدہ ابو بکر صاحب سے کیون ایسی ناراض ہوئین کہ جبتک
زندہ رہین کلام نکیا اور وصیت کی کہ ابو بکر میرے جنازے پر نہ آئے جسکو
شاہصاحب بہی تسلیم کرکے لکہتے ہین کہ یہہ وصیت غایت تستر وحیا سے
واقع ہوئی تہی - نکہ بغض وعداوت سے - سب سے قطع نظر کرکے اہل
انصاف سے پوچہا جاتا ہے کہ اگر ابو بکر سے کوئی امر خلاف رضامندی
سیدہ واقع نہ ہوا تھا تو بقول شاہصاحب و عبد الحق صاحب و دیگر مہز
حضرت ابو بکر دروازہ سیدہ پر جاکر کیون عذر خواہ ہوئے تھے - کیا مطابق
شرع وموافق حدیث سول حکم دینے والے شخص کے ذمہ یہہ بات بہی لازمی
ہے - استغیثون کو منا تا پہرا کرے - ابو بکر صاحب کا دروازہ اہلبیت پر جانا
عجیب لطف کا رنگ دکہانے والا ہے -

اسبارہ مین نحیف نے رسالہ تقریر دلپذیر مین بالکل نئی طرح کی گفتگو کی ہے
انشاء اللہ تعالے جو صاحب ملاحظہ فرمائینگے - تازہ پہولون کے دماغ پسند
خوشبو سے معطر ہو جائینگے -

الحاصل اس تنقیح مین یہہ بحث ہے کہ آیا متروکات انبیاء مین وراثت مالی
ہوتی ہے یا نہین - لہذا اوس کی تحقیقات کی طرف متوجہ ہوتا ہون - میرے
اور نیز اون سب کے نزدیک جو کسیقدر بہی پاس وادب اہلبیت ملحوظ رکہتے ہین
ہین سیدہ کا دعوائے ہبہ و وراثت کرنا اور علی وام ایمن کا وقوع یہہ گواہی

دینا اور پھر عند التنازع وراثت حضرت امیر کا آیات قرآن سے وراثت انبیا پر استدلال
کرنا بلا حجت وانکار اس بات کا یقین دلانے والا ہے کہ رسول مقبول نے ضرور
سیدہ کو فدک ہبہ کیا تھا ۔ اور روبرو ہوئے ابو بکر صاحب مقدمہ ہبہ کے برپا کرنیمین
وہ بالکل صحیح البیان تہین اور گواہان ہبہ نے سچی گواہی دی تہی ۔ اور بحث وراثت
مین سیدہ برسر حق تہین اور حضرت امیر قرآن پاک سے وراثت انبیا کی ثابت
کرنے مین راستی پر تھے ۔ طمع و لوث ذاتی کو اوس مین ہرگز دخل نہ تھا ۔ جو لوگ
کہ سیدہ کو اہل نفسانیت سے جان کر اون کے دعوی کو محمول بطمع کرتے ہین
جیسا کہ مولوی خلیل احمد صاحب مدرس دیوبند مولف ہدایات الرشید نے
لکہا ہے کہ جناب فاطمہ نے بہ جوش نفسانیت یہہ دعوی پیش کیا تھا وہ البتہ
بخیال حفظ ابو بکر یہہ کہہ سکتے ہین اور کہتے ہین کہ سیدہ نے خواہ جہالت یا طمع
نفسانی سے یہہ دعوی دائر کیا تھا ۔ آیہ یوصیکم اللہ کو جناب سیدہ کا دلیل وراثت
مین پیش کرنا خود تبلا رہا ہے کہ وہ باعتقاد خود اوسکو عام خلایق پر موثر سمجھتے
ہین پس فاطمہ کا دعوی کرنا ہمکو یقین دلانے والا ہے ۔ کہ متروکات انبیا
مین نفاذ وراثت ہوتا ہے ۔ علاوہ ازین آیات قرآن پاک وَوَرِثَ
سلیمان داؤد و رَبِّ هَبْ لِی مِن لَّدُنكَ وَلِیًّا یَرِثُنِی وَ
یَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوبَ کی تفاسیر مین علمائے اہلسنت قایل بوراثت
مال ہوئے ہین ۔ تفسیر بیضاوی و تفسیر کشاف زمخشری و ربیع الابرار
و بغوی و تفسیر معالم التنزیل و تفسیر بحر المعانی و تفسیر مدارک و کتاب حیوۃ الحیوان
وغیرہا مین لکہا ہے ۔ کہ جناب سلیمان علیہ السلام کو حضرت داؤد کے

متروکات سے سوائے دیگر اموال و متاع کے ایک ہزار گھوڑے ملے
تھے تمام کتب و تفاسیر کی عبارت نقل کرنا موجب طوالت سمجھکر فقط بیضاوی
شریف کی عبارت جسکو اہلسنت نہایت معتبر جانتے ہین۔ نقل کئے دیتا ہون
تاکہ حضرات کو کچھہ تو یقین پیدا ہو کہ انبیا بھی وراثت رکھتے تھے۔ اور ورثا
نے اون کی وفات کے بعد ورثہ پایا ہے۔ بیضاوی بذیل تفسیر قولہ تعالی الخ
اذ عرض علیہ بالعشی الصافنات الجیاد رقمطراز ہوئی ہین۔
روی انہ علیہ السلام غزا دمشق و نصیبین واصاب
الف فرس وقیل اصابہ ابوہ من العمالقہ فورثہا منہ
فاستعرضہا الی آخرہ دیگر کتب و تفاسیر کی عبارات بھی مثل عبارت
متذکرہ بالا ہین یعنی ۔ نحن معاشر الانبیاء کو دیمک چاٹ گئی۔
اگر تمام انبیاء کے ورثاء متروکات پدری سے محروم رہے۔ اور رسولان
ماسلف کوئی چیز پس از وفات خود نہ چھوڑتے۔ تو بقول مفسرین مذکور الصدر
حضرت سلیمان ایک ہزار گھوڑے ترکہ پدری مین کیونکر پاتے۔ جناب
خلیفہ اول سے بڑی غلطی ہوئی کہ اونہون نے اور نبیون کو بھی ساتھہ
گھسیٹ لیا۔ اگر اسطرح فرماتے کہ حضرت نے مجھسے فرمایا تھا۔ چونکہ مین
خاتم النبیین ہون لہذا مجھکو بارگاہ عزت سے یہہ شرف حاصل ہوا ہے
کہ جو ترکہ چھوڑ جاؤن اوسمین اجراء احکام وراثت نہ ہوگا۔ بلکہ بذیل
تصدقات سوائے ہمارے خاندان کے دیگر مومنین پر حلال سمجھا جائےگا
تو کسقدر مقلدان ابوبکر کا کام چل سکتا تہا۔ نتیجہ یہہ ہوتا کہ نہ علی انبیاء

یا مبتوں کے وراثت کا قرآن سے حوالہ دیتے اور نہ ہم یہ ثبوت وراثت مالی
بیضاوی و دیگر تفاسیر کے اوراق اولٹ پلٹ کرتے - اور سنئیے حضرت
حسن بصری جو کہ صوفیون کے پیر مغان ہین آیہ وانی ہدایہ وورث سلیمان کی
تفسیر مین وہ بہی وراثت مالی کے قایل ہوئے ہین - دیکہیئے جناب مولف
ان معزز لوگون کی نسبت کیا فتویٰ دیتے ہین - غالبًا یہہ ہی کہین گے
کہ آدمی تو معتبر تہے مگر نہ معلوم کیون بہک گئے - یا یہہ کہدین کہ شیعہ نے
موقعہ پاکر ہماری کتابون مین اپنی مفید مطلب لکہدیا ہے حامیان ملت
سنیہ بہت کوشش کر رہے ہین کہ کسی حیلہ و تدبیر سے ابوبکر صاحب مصئون
عن القدح ہون اور جناب سیدہ پر الزام آجائے - مگر بقول سعدی سانچ کو
کیا آنچ - جسقدر توجیہات بیجا و فضول ولاطائل پیش کرینگے اوسیقدر اسیر
کمند بلا ہوتے جائینگے - ہائے افسوس حضرت عائشہ کا بہی خیال نہین کرتے
کیونکہ بقول سنیہ وہ بہی مثل سیدہ متروکات نبوی کے مدعیہ ہین اگر فاطمہ پر
حرف آیا تو عائشہ صدیقہ مجتہدہ اور عثمان غنی سات سمندر پار اوتر کر نہ معلوم کس
جزیرہ مین پہونچ جائینگے - بوکالت حضرت عثمان جناب بی بی صاحبہ بہی آٹہین
حصہ کی طلبگار ہوئی تہین - بخاری شریف مین درباب حدیث نبتی النظر سارا
قصہ مذکور ہے کہ عائشہ کے بیجے ہوئے عثمان خلیفہ ابوبکر کے پاس آئے کہ
میری موکلہ کا ترکہ نبی مین آٹہوان حصہ ہوتا ہے - اوسکو دلوائے ابوبکر نے
اونکو بہی وہ ہی حدیث سنائی - جو سیدہ کے سامنے بیان کی تہی - تعجب ہے
کہ نبی صاحب تمام دنیا کے قصہ عائشہ سے تخلیہ مین بیان کر گئے - مگر کبہی اسکا ذکر

نفرمایا کہ ہماری وراثت تم پر حرام ہے۔ کاش بحکم وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ حضرت تبلیغ احکام الٰہی مین کوتاہی نفرماتے۔ اور محبوب بی بی سے حرمت وراثت اظہار کر جاتے۔ تو اونکی پیاری البتہ کو وہ ندامت نہوتی۔ جو مقدمہ ہارتے وقت کسی فریق مقدمہ کو ہوا کرتی ہے۔ سب سے زیادہ عجب اسکا ہے کہ جب عائشہ دیکھ چکی تہین کہ فاطمہ بڑی طولانی بحث کے بعد مقدمہ ارث مین ناکامی حاصل کر چکی ہین۔ تو انہون نے کس بہتے پر مقدمہ دائر کیا تھا۔ اور عثمان صاحب نے کس حوصلہ پر وکالت نامہ تصدیق کرایا تھا۔ شاید باوا کی چہیتی کو گہر کی حکومت سمجہکر ایسا کرنے کی جرأت ہوئی ہو۔ سچی بات یہہ ہے کہ نہ کہین بی بی عائشہ نے دعویٰ کیا اور نہ عثمان وکیل بنکر کچہری مین گئے۔ یار لوگون نے ابوبکر کی عزت بڑہانے کے لئے ایک مضمون گڑہ دیا ہے کہ وہ ایسی پاک وصاف تہی کہ فاطمہ تو بجائے خود رہین عائشہ کا بہی پاس نکیا۔ اور کورا جواب دیدیا اگر کہا جائے کہ سیدہ کے ساتھہ مخالفت تہی اس جہت سے فدک ندیا تو عائشہ سے کیا خصومت تہی جس کے دعویٰ کو سماعت کیا۔ اس مضمون کا بناوٹی ہونا خود ظاہر ہے۔ ایک مدعی کا دعویٰ خارج ہو کر مثل داخل دفتر ہو رہی ہے اور دوسرا اوسی بناء رد شدہ پر عرضی دعویٰ لئے ہوئے عدالت کے دروازہ کو جہانک رہا ہے۔ بہلا یہہ بات کسیطرح بہی سمجہہ مین آسکتی ہے۔ اور اگر دعوائے عائشہ کو صحیح مان لیا جائے تو اقرار کرنا پڑے گا کہ صدیقہ محترمہ بہی اباجان کو نقل نحن معاشر الانبیاء مین کچہہ سببت سچا نہ جانتی تہین۔ اگر راست گو سمجہتین تو بفور اخراج دعوائے فاطمہ دبات یقین کہ میان والد ماجد سے کہہ گئی ہونگی۔ کہ ہمارا کوئی

وارث نہین ہے عائشہ کے دعویدار ہونے سے سخت شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ عایشہ ابوبکر کو نقل حدیث مین جھوٹا جاننے والی نہ تہین -

حقیر نے اس بحث کو رسالہ سجادیہ مین جسکے جواب سے تمام ہندوستان کے علمار سنیہ عاجز ہو چکے ہین عجیب وغریب طرز سے بیان کیا ہے - رہی آیہ دوم یرثنی ویرث منہ ال یعقوب اوسکی تفسیر مین بہی مفسرین اہلسنت نے وراثت مال ہی سے مراد لی ہے سدی ومجاہد وشعبی وبغوی وابن عباس وحسن بصری وضحاک وفخر رازی اسکے قائل ہوئے ہین کہ اغلب رائے یہ ہے کہ حضرت زکریا نے ورثہ پہونچنے کیلئے بیٹی کی خدا سے خواہش کی جو عبارت معالم التنزیل نقل کیجاتی ہے - قَالَ الْحَسَن مَعنَاہُ یرثنی مَالَ - شاہصاحب نے اسجگہ قوت عقلی سے عجیب دہوکہ آمیز گفتگو کی ہے - فرماتے ہین کہ اس آیت مین مال واقعال سے مراد نہین بلکہ نبوت سے ہے - چنانچہ لکہتے ہین کہ مراد وراثت منصب است کہ اشرار بنی اسرائیل بعد از من بر منصب نبوت مستولی گشتہ مبادا کہ تحریف احکام الٰہی وتبدیل شرائع ربانی نمایند وعلم را محافظت نکنند - وبدان عمل نہ آرند - کیا خوب دعا ہے کہ مجھکو بیٹا عنایت کر جو مہمات نبوت کی پوری نگہداشت کرے ایسا نہ ہو کہ فاسقین وفاجرین غلبہ پاکر شریعت کو درہم وبرہم کردین - اہل عقل غور فرماتین کہ نبوت بھی ایسی چیز ہے جسپر بلا حکم خدا کوئی شخص متصرف ہو کر دین کو تباہ وبرباد کردیوے - اگر حضرت زکریا کے بیٹا پیدا نہ ہوتا تو کیا امر رسالت معطل رہکر دین خدا ظالمون کے پنجہ مین پہنس جاتا - حضرت

زکریا علیہ السلام حسب عقیدۂ شاہصاحب اتنا ہی نجانتے تھے کہ بحکم لاینال عہدی الظالمین منصب امامت و نبوت ظالمون کو نہین پہونچ سکتا۔ یہہ عہدہ خداداد ہے جسکو اللہ اوسکے قابل دیکھتا ہے عنایت فرماتا ہے اگر بقول شاہصاحب یہہ دعا اسی معنی پر واقع ہوئی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زکریا نے خدا کو ہدایت کی اور بیدار کیا کہ مجکو بیٹا عنایت کر ورنہ نبوت پر غاصب گر مسلط ہو جائینگے۔

افسوس ہے کہ شاہصاحب نے بضد و عداوت سیدہ آیہ وارثت کے ایسے معنی بیان کئے کہ جس سے ایک اولوالعزم نبی کی معرفت مین بُرا بھاری دہبہ لگتا ہے۔ الفاظ دعا یہہ ہین کہ یَرِثُنِی وَیَرِثُ مِنْ اٰلِ یَعْقُوْبَ یعنی وہ مولود جس کے عنایت کرنے مین استدعا کرتا ہون۔ مجھسے ورثہ لے اور آل یعقوب سے لے۔ تو کیا نبوت کے اجزا اور حصہ ہوا کرتے ہین۔ کہ کچھہ اس گھر سے اور کچھہ اوس گھر سے لیجائے۔ یہہ بات ہرگز نہین۔ بلکہ اصل حقیقت یہہ ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام پیر خمیدہ پشت ہو گئے تھے اور اونکی زوجہ گرامی سن یاس کو پہونچ چکی تھین جس سے زاد و ولد بظاہر بعید تھا ایسے وقت مین بحالت مایوسی اونہون نے دعا کی تھی تاکہ باقیات الصالحات سے تمتع اوٹھائین اور اون کی املاک و جائداد جو کہ تمامی شرعی ذمہ داریون سے پاک و صاف تھین اشرار و فجار کے ہاتھہ مین نہ پڑین مال حلال کی حفاظت مین دعا و تدابیر شائستہ سے کوشش کرنا معیوب نہین بلکہ ممدوح ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ انبیاء کے متروکات بھی ہوتے ہین۔

اور اون مین اجرا وراثت بہی ہوتا ہے۔ اور سیدہ کا دعوی جایز طور پر ہوا تہا۔
او رخلیفہ ابو بکر نے نحن معاشر الانبیاء کے بیان کرنے سے سیدہ کے حقوق واجب
تلف کر ڈالا۔

تنقیح چہارم

(آیہ یوصیکم اللہ نبی و غیر نبی دونون پر شامل ہے یا کہ نفس نبی اوس سے
مستثنے ہے۔)

اس آیت کی نسبت شیعہ یہہ کہتے ہین کہ اولاد نبی و غیر نبی بموجب آیت
اپنا اپنا حصہ مورثون کے ترکہ سے پا سکتے ہین۔ خدا نے دختر و پسر کے
حصہ کی تعداد اس مین تبلا دی ہے۔ سُنی صاحب یہہ فرماتے ہین کہ اس
آیت کا انبیاء سے تعلق نہین امت کو حکم دیا گیا ہے کہ تقسیم ترکہ اسطرح
کرنا چاہئے۔ اہل انصاف کے سامنے فریقین کا ثبوت دکہلایا جاتا ہے۔
عاقل لوگ بمعائنہ دلایل فریقین نتیجہ نکال لیوین کہ آیت کا مطلب عام ہے
یا خاص۔ + ۔

دلایل شیعہ

اوّل ہمارے نبی صلعم و دیگر انبیاء علیہ السلام مثل سایر الناس کہاتے
پیتے سوتے جاگتے تہے۔ عمدہ پوشاک پہنتے تہے۔ اونٹ و گہوڑ وغیر
چڑہتے تہے۔ عورات سے لذتین اوٹہاتے تہے۔ بال بچے اولاد مراد

سب رکہتے تہے یہہ کیا معنی کہ اولاد کو اون کا ترکہ نہ ملے - اولاد انبیاء پر بڑی سختی معلوم ہوتی ہے کہ اون کے باپ کا ترکہ لوگ کہائین اور وہ مایوسانہ دیکہہ دیکہکر دم نہ مارین - یہہ صریح جبر ہے اور جبر وظلم ذات خداوندی سے بعید ہے - سواے ازین قرآن پاک مین کسی جگہہ صراحتاً یا کنایتہً اسکا ذکر نہین ہے - کہ نبیّون کی اولاد اپنے مورثون کے ترکہ سے محروم کیگئی ہے - کتاب اللہ ہر رطب و یابس پر شامل ہے - کسی جگہہ اسکا ذکر نہ ہونا آیہ یوصیکم اللہ کا عام لوگون کے حق مین موثر ہونا ثابت کرتا ہے -

دوم بعد منسوخی ہبہ جناب سیدہ نے اس آیت کے بناء پر دعواے وراثت پیش کیا - حضرت علی نے بروایت کنز العمال وغیرہ بطرفداری سیدہ اجراء وراثت پر قرآن سے دلایل پیش کین عایشہ نے متروکہ نبی کو قابل جریان وراثت جانکر آٹہوین حصہ کا مطالبہ کیا - عثمان نے پیروی مقدمہ کا بار اپنے ذمہ لیا - + -

دلایل اہلسنّت

سُنی صاحب کوئی بات ایسی دل لگتی ہوئی بیان نہین کرتے جس سے خیال کیا جاوے کہ یوصیکم اللہ قاطع حقوق ورثاء انبیاء ہے - البتہ شاہصاحب نے حضرت ابوبکر کی بارہوین طعن مین فقط اسیقدر لکہا ہے کہ لفظ کم خطاب باُمّت است - نہ بہ پیغمبر - مگر حضرت ممدوح نے کوئی دلیل بہ ثبوت مدعا خود نہین لکہی - ویسے ہی گول مول چہوڑ گئے - البتہ

مولوی محمد قاسم صاحب بانئے مدرسہ دیوبند و موئلف ہدیۃ الشیعہ نے ایک بڑی دلیل لکھی ہے ۔

فرماتے ہیں کہ اسجگہ خدا مثل کلکٹر ہے ۔ اور نبی سررشتہ دار سررشتہ دار جب بحکم کلکٹر کسی مجرم کو حکم سناتا ہے ۔ تو اوسجگہ قرینہ بیان یہہ ہوتا ہے کہ صاحب بہادر تمکو ایک ماہ کی قید یا پچاس روپیہ جرمانہ کرتے ہیں ۔ تو گو اوس حکم کا سنانے والا سررشتہ دار ہوتا ہے ۔ مگر اوس حکم سے اوسکے نفس کو کوئی فائدہ و ضرر نہیں ہوتا ۔ ایسے ہی نبی بحکم خدا امت کو ہدایت کرتے ہیں ۔ کہ اے معشر مسلمین خدا تمکو یہہ حکم دیتا ہے کہ دختر کا ایک حصہ اور پسر کے دو حصہ ہوتے ہیں ۔ پس نبی کی ذات اس حکم سے بچی ہوئی ہے ۔

دوسری دلیل یہہ لکھتے ہیں کہ وراثت مردہ کی تقسیم ہوا کرتی ہے نکہ زندہ کی نبی گوشہ قبر میں زندہ موجود بیٹھے ہوئے ہیں ۔ اس صورت میں تقسیم ترکہ کیونکر ممکن ہے ۔

افسوس کہ ابوبکر کے ذہن عندالرجوع دعویٰ یہہ حجت قوی ہرگز نہ ہوئی ورنہ وہ ضرور پیش فرمادیتے ۔ مگر کچھہ فائدہ نہوتا سیدہ بہ ثبوت مرگ انبیاء اِنَّکُمْ مَیِّتُوْنَ وَاِنَّہُمْ مَیِّتُوْنَ قرآن سے نکالکر کہلادیتیں ۔ دونوں فریق کی حجت و دلائل مثل آئینہ اہل نظر کے سامنے ہیں جسطرف عقل رہنمونی کرے جھک جائیں ۔

تنقیح پنجم

لفظ لم یورثو مستدلہ مولف صاحب سے عام وراثت کی نفی ہوتی ہے یا کیا۔

ہرگاہ اکابر علماء سنیہ کے بیانات سے تنقیحاتِ ماسبق مین ظاہر ہوچکا ہے کہ انبیاء نے ترکہ چھوڑا جسپر اون کی اولاد متصرف ہوئی اور حضرت زکریا نے تحفظ مال جائز و مباح کیلئے استدعاء اولاد کی اور حدیث نحن معاشر الانبیاء ما ترکنا ہ صدقہ بیان کردہ حضرت ابوبکر منجر ترک جائداد وغیرہا ہے تو حدیث کافی اِنَّ الْاَنْبِیَاءَ لَمْ یُوَرِّثُوْا دِرْھَمًا وَّ دِیْنَارًا مین جو لفظ لَمْ یُوَرِّثُوْا وارد ہوا ہے وہ اسبات پر دلالت نہین کرتا کہ انبیاء سوائے پشتارۂ حدیث اور کچھ گھر مین چھوڑتے ہی نہین جس سے ورثاء مستفید ہون بلکہ صاف و صحیح مطلب یہہ ہی ہے کہ علماء نے وراثت انبیاء مین علم پایا ہے نہ درہم و دینار طالب علمون کی زبلیات اور نفس معاملات مین بڑا فرق ہوتا ہے۔ مولف صاحب کو چاہئے کہ اپنے اون علماء مفسرین کو جنہون نے ارث انبیاء مین نفاذ وراثت مالیہ سمجھا ہے سزائے تازیانہ دیکر پوچھین کہ نبیون کے پاس تو سوائے علم و حدیث کے اور کوئی چیز ہوتی ہی نہین پہر تم کیسے کہتے ہو کہ حضرت سلیمان نے ورثہ مین ہزار گہوڑے پائے تھے۔ عائشہ کی روح کو بذریعہ مسمریزم طلب کرکے پوچھین کہ آپنے آٹھوین حصہ کا کیون دعوی کیا تھا۔ عثمان صاحب کو چشم نمائی کرین کہ وکالت نامہ لیکر عدالت مین کیسے گئے تھے۔ قاضی [illegible] کہ آپنے خواہ مخواہ باین جلالت و عظمت شان ترکہ داود مین مال کا [illegible]

کیون آمادہ ہوگئے ۔ حسن بصری کا جبہ و پشمینہ اوتار کر پوچھین کہ ای حضرت آپ بابِ کشف و کرامات و سیر ارض و سموات خلاف مقصودِ خدا رب یہ لی مِن لدنک دنیا مین یہہ رائے دینے پر کیون آمادہ ہو گئے کہ اس دعا کا منا وراثت مال پر مشتمل ہے ۔ یہہ لوگ مولف صاحب کو سمجہا وینگے ۔ کہ حضرت یحیہ ہی کی سیرت سے اکثر لوگون نے قرآن سے ہدایت پائی ۔ اور اکثر نے ضلالت مین امید کرتا ہون کہ بعد معائنہ نتیجہ بر ترجیح تیغ کسی عاقل کو یہہ وہم کرنے کی گنجایش نملے گی ۔ کہ انبیا مطلق کوئی چیز نہین چہوڑتے ۔ اور اون کے متروکات ناقابل اجرای احکام وراثت ہین ۔

مولف صاحب کو لازم ہے کہ بہ قایم مقامی مولوی عبدالعزیز صاحب جو اونہون نے تقریر کی ہے ۔ جسکو صاحب تشئید المطاعن نے باطل کیا ہے پہلے اوسکو حرف بحرف رد کردین تب مصنفون کی جماعت مین بیٹہنے کا نام لین ۔ ورنہ اونکی کوئی بات لائق سماعت و پذیرائی نہ سمجہی جائیگی ۔

مولف پر لازم ہے کہ پہلے یہہ لکہین کہ مقدمہ ہبہ رجوع کرنے مین سیدہ نے اپنے والد ماجد پر افترا کیا ۔ یا کہ دعوی اون کا صحیح تہا ۔

دوم ۔ ۳۵ ۔ کتابون مین جو حالات یہہ لکہے ہین وہ کتابین معتبر ہین یا نامعتبر بصورت نامعتبر ہونے کی دلیل کیا ہے ۔

سوم ۔ علی و ام ایمن نے جو گواہی دی وہ سچی تہی یا جہوٹی ۔

چہارم ۔ عبدالعزیز صاحب نے جو دعوائی ہبہ و شہادت گواہان سے انکار کیا ہے ۔ اور ۳۵ ۔ کتابون مین اوسکا حال درج ہے ۔ اندرینصورت

ہبہ کو مفتریات شیعہ بیان کرنے مین شاہ صاحب کا بیان کہان تک قابل وثوق ہے -

پنجم - درحالیکہ مولف صاحب لکہہ چکے کہ معاملہ فدک بے اصل و افترا شیعہ ہے - تو سیدہ و عائیشہ کا مدعی وراثت ہونا حضرت علی کا وراثت انبیاء کو آیات قرآن سے ثابت کرنا سیدہ کا ابوبکر سے ناراض ہوکر سد باب کلام کرلینا ابوبکر کا بروایات مدارج النبوۃ وکتاب الوفا بیہقی وشرح مشکواۃ وفصل الخطاب وریاض النضرہ وکتاب الموافقہ ابن السمان وغیرہا مندرجہ تشئید المطاعن صفحہ ۲۲۷ - کیا معنی رکہتا ہے - اگر فدک پر کوی نزاع نہ ہوا تہا اور شیعہ نے مفتری بنکر خواہ مخواہ ابوبکر کے سر طوفان تہوب دیا تہا - تو یہہ اتنی باتین کہان سے پیدا ہوگئین -

مولف صاحب ارشاد فرماتے ہین کہ وہ شیعہ کو افترا پرداز بتلاتے ہین سچے ہین یا ان کے علماء سابقین ان واقعات کثیرہ وغدیدہ کے بیان کرنے مین جہوٹے ہین - آخر دونون مین کوی سچا بہی ہے -

الحمدللہ کہ ہر پنج تنقیح مین مولف صاحب کے دعوی کی کشف حقیقت ہوگئی اگر تا مدۃ العمر جواب دینے مین کوشش کرتا جاہین گے - تو انشاءاللہ ایک بات کا جواب معقول نہ لکہ سکینگے - یہہ لطیفہ بہی قابل سننے اور یادگار کے ہے - مولف صاحب تائید غیبی کے صفحہ ۴ - سطر ۴ - پر لکہتے ہین کہ بخاری مین لکہا ہے -

کہ عمر ابن خطاب نے علی و عباس و عثمان و عبدالرحمان بن عوف و

وسعد بن ابی وقاص و زبیر بن العوام سے پوچھا کہ قسم دیتا ہون مین تم لوگون کو اوس خدا کی جس کے حکم سے قایم ہے آسمان و زمین آیا جانتے ہو تم تحقیق کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نہین ہم وارث کئے جاتے جو چیز کہ چھوڑا ہم نے اوسکو وہ صدقہ ہے۔ سب نے کہا کہ واللہ ہان کہا ہے پھر متوجہ ہوئے حضرت عمر طرف حضرت علی و عباس کے۔ پس کہا کہ ہم قسم دیتے ہین تم دونون صاحبون کو آیا تم دونون جانتے ہو کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے ایسا فرمایا ہے۔ دونون صاحبون نے کہا کہ واللہ یون ہی ہے آگے مولف صاحب لکھتے ہین کہ یہہ حدیث اکثر صحابہ جانتے تھے نہ صرف حضرت ابوبکر خصوصاً حضرت علی کو جو شیعہ کے نزدیک معصوم ہین اوسی صفحہ چار ۴ پر مولف صاحب بخاری سے دوسری حدیث نقل کرتے ہین کہ قَالَ اَبُوبَکْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عَلِیٌّ وَ عَائِشَۃُ لَانُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃٌ واہ یہہ عجیب نغمہ بے وقت ہے۔ بروقت بحث وراثت بجز ابوبکر ایک گواہ حدیث لانورث نہ تھا۔ اور عمر صاحب کے سامنے کو زیون نکل پڑی۔ ابن ابی الحدید شارح نہج البلاغہ نے ایک طولانی عبارت مین بیان کیا ہے کہ اس حدیث کی سماعت پر کسی نے گواہی نہین دی چنانچہ وہ فقرہ یہہ ہے فَاِنْ کَانَتْ ھٰذِہِ الرِّوَایَاتُ اَیَّامَ اَبِی بَکْرٍ وَمَا نُقِلَ اَنَّ اَحَدًا مِّنْ ھٰؤُلَاءِ یَوْمَ خُصُوْمَۃِ فَاطِمَۃَ وَاَبِی بَکْرٍ رَوٰی مِنْ ھٰذَا شَیْئًا۔ دور کیون گئے شاہ صاحب بھی تو قبول کرتے ہین۔ کہ اوس وقت اس حدیث کی سماعت کا حال کسی دوسرے سے دریافت نہین کیا گیا

چنانچہ ابو بکر کے بارہوین طعن مین لکھتے ہین - کہ چون این خبر را (یعنے حدیث وراثت را) ابو بکر خود شنیدہ بود صاحب تفتیش از دیگرے نداشت - بہلا یہہ بہی کوئی بات ہے - کیون حاجت تفتیش نہ تہی خاندان نبوت کا جنکی اطاعت بحکم حدیث ثقلین ابو بکر و تمام امت پر فرض تہی مقابلہ تھا ابو بکر پر لازم تھا کہ اپنے کلام کی تصدیق کے لئے دو چار گواہون کا بیان ضرور قلمبند کر لیتے تاکہ فاطمہ پر حجت ہو جاتی علی سے کہتے کہ حضرت آپ کے سامنے نبی صاحب لا نورث فرما گئے ہین - آج آپ کی بی بی صاحبہ خلاف اوسکے ورثہ مانگ رہی ہین - ذرا اون کو سمجھا دیجئے کہ تم بوجہ اولاد نبی ہونیکے باپ کے ترکہ سے محروم ہو چکی ہو عام خلایق کی طرح تمکو ورثہ نہین ملسکتا اگر سر دربار مرتضے ایسی گواہی دیتے تو فاطمہ چپکی ہو کر گہر مین بیٹھہ رہتین نہ ابو بکر سے ناراض ہو کر باب کلام بند کرتین اور نہ بروقت رحلت وصیت فرماتین کہ ابو بکر کو میرے جنازہ پر نہ کہڑا ہونے دینا - اور نہ ہم لوگ بطرفداری سیدہ صاحب کی بعض الفاظ سے مذمت کرتے -

غرضکہ بیانات گواہان لینے مین سوائے فائدہ کے کوئی نقصان نہا مگر ہر کسے مصلحت خویش نکو میداند - خلیفہ صاحب نے اس معاملہ مین ضرور کچھہ فائدہ دیکھا ہوگا -

بخاری شریف مین عائشہ و عثمان و علی و عباس وغیرہا کا حدیث وراثت پر گواہی کا دینا لکہا ہے اور بخاری ہی مین درباب حدیث بنی النضیر یہہ بہی درج ہے کہ عائشہ نے ابو بکر سے آٹھوان حصہ بوکالت عثمان طلب کیا - دیکھو صفحہ

(۲۰۴) تشئید المطاعن - نہ معلوم مولف صاحب ان ہر دو روایات مخالفہ ومتضادہ سے کسکا اعتبار فرمائین گے - بڑا غضب ہوا اختلافِ کلام کے جرم مین بی بی بخاری بے اعتبار ہوئی جاتی ہین - عائشہ بھی عجیب بلا تھین ایک جگہ کہتی ہین کہ متروکات نبی صدقہ ہین اون مین وراثت جاری نہین ہوسکتی - اور دوسرے موقعہ پر خود مدعی وراثت ہوکر مقدمہ لڑا بیٹھین - خیر یہہ تو عورت تھین مگر عثمان بھی بہک گئے - حدیث لانورث کی گواہی بھی دی اور مقدمہ وراثت کا وکالت نامہ بھی لکھا لیا - حضرت ابوبکر اک سادہ طبیعت وشریف فراج آدمی تھے - ورنہ عثمان کو قانون پیشہ سمجھکر جرم دروغ بازی وخلاف بیانی سپرد سشن کر دیتے - حقیقت مین شیخ سعدی نے صحیح کہا ہے

نکوئی با بدان کردن چنان است ... کہ بد کردن بجائے نیک مردان

اگر ابوبکر صاحب عثمان کی چالاکی سے چشم پوشی نکرتے اور سپرد فوجداری بھی کر دیتے - تو اون کو اپنی عہد خلافت مین یہہ جرأت نہوتی کہ تمام فدک کو مروان کے پیٹ مین بھیجدیتے - دیکھو رسالہ تجاویہ مولفہ حقیر انصافات وقت سے حدیث وراثت کے تمام گواہ چل گئے - علی وعباس بھی اسطلے درجہ کے گواہون مین داخل ہین اور روبروئے عمر اونہون نے ایک بڑے جلسہ مین نہایت شد و مد و واللہ باللہ کے ساتھہ شہادت ادا کی ہے - ہمنے رسالت مآب کی زبان سے یہہ حدیث سنی ہے - کہ ہمارا ورثہ صدقہ ہے - احکام وراثت اوسپر نفاذ پذیر نہین ہوسکتی - مگر صحیح مسلم کی کتاب الجہاد مین مذکور ہے - کہ علی وعباس نے حضرت عمر کے اجلاس مین دعوی

فدک پیش کیا۔ جسپر اونہون نے یہہ جواب دیا کہ اے علی و عباس
اس مقدمہ کو تم نے ابو بکر کے سامنے پیش کیا تہا۔ پس جبکہ اونہون نے
تمہارے خلاف مراد فیصلہ صادر فرمایا تو تم دونون نے اونکو کاذب غادر
و خاین و آثم سمجہا۔ مین ابو بکر کی راے کو توڑ کر تمکو ڈگری نہین دے سکتا۔ تم مجھکو
بہی ایساہی جانتے ہو۔ جیسا کہ میرے بڑے بہای کو جانتے تہے۔ بخاری
و مسلم کی بہی عجیب پر نور روایات ہین نہ کہین ہیر ہے نہ پہیر۔ کسی جگہہ لکہا ہی
کہ فلان فلان حدیث وراثت کی گواہ تہے اور پہر اونہین گواہون کو لکہا ہے
کہ مدعی وراثت ہوے اور حاکم کو جہوٹا اور دغاباز کہا ایک اجلاس سے مقدمہ
ہارے او سپر صبر نکیا دوسرے حاکم کے یہان اوسی مقدمہ کو مجدداً دایر
کرادیا۔ دفعہ ۱۳ ضابطہ دیوانی کا بہی خیال نکیا۔ چونکہ اہلسنتہ کی صحیحین مین یہہ
خلاف عقل جہگڑے درج ہین۔ وہ ہی جواب عنایت فرمائین کہ یہہ کیا قصہ
ہے۔ یہہ کیسے لوگ تہے جو کبہی گواہ بنے۔ اور کبہی مدعی بنکر حاکم کو جہوٹا
سمجہا۔ ایک جگہہ مقدمہ ہارا دوسری جگہہ دایر کیا۔ کسی عالم اہلسنتہ نے آجتک
اس بہیدگی کو نہین سلجہایا۔ ہان مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی مولف
ہدایۃ الشیعہ نے علی و عباس کی نسبت لکہا ہے کہ ایک مرتبہ ابو بکر کے اجلاس مین
مقدمہ دایر کرکے بعد ناکامی جو عمر کی کچہری مین عرضیدعوی لیکر پہونچ گئے اُسکی
وجہہ یہہ تہی کہ یہہ بدگوار بشر تہے اور بشر سے سہو ہونا ممکن ہے۔ پس انہون نے
بہول کر دعوی کردیا الخ عجب ہوئے محو و سہو چلی کہ کئی آدمی بہول بہلیان مین
پڑ گئے۔ عائشہ و عثمان حدیث وراثت کی گواہ اور پہر اوسی بات کے

ہوے بیکے ہوئے مدعی علے و عباس گواہ اور پہر وعویدار ہوئی جو کہ ایکدفعہ ہوتی ہے نہ چند بار اول ابوبکر کے عہد مین ہوئے پہر عمر زمان بعد عثمان کیوقت مین دعوائے فدک کرنے سے سہو کیا۔ غرضکہ ہر وقت اور ہمیشہ بہولتے ہی رہے۔ باد کیون آتا مطلب کے خلاف بہی تہا۔

مولف صاحب بار بار بخاری کی احادیث گہسیٹ کہسیٹ کرلاتے تہے دیکہو ہمنے اوسی صحیفہ کے اندر جسکو اونہون نے جیپڑا تہا۔ یعنے یہہ کہ علی بہی حدیث وراثت کو جانتے تہے۔ ایسا حال مین پہانسا ہے کہ جتنا اوچہل کود کروام بلاسے ہاتھ پیر چہوڑانا چاہین گے بند پر بند جکڑتا جائیگا۔ تا اینکہ دم گہٹ گہٹا کر جان ہوا اور روح فنا ہو جائیگی۔ رسالہ تائید غیبی کے صفحہ (۱۶ سطر ۱۲) پر مولف صاحب لکہتے ہین۔

ناظرین کو مژدہ ہو کہ اس کمترین نے ایک رسالہ شیخ حبیب احمد شیعی کے اشتہار کے جواب مین لکہا ہے۔ چونکہ اوس شپرہ چشم دکور باطن نے حضرت ابوبکر و عمر کے ایمان و اسلام مین بہی کی ہے لہذا اوسکا ثبوت تحقیقاً والزاماً عقلاً ونقلاً کتب معتبرہ سے باقوال آیہ کرام لکہا گیا ہے۔ اور اثبات خلافت خلفاء راشدین وابطال اعتراضات معترضین کمال بسط و تفصیل سے کیا ہے۔ اور قریب تیس ۳۰ روایتون کی کہ اکثر کتب شیعہ کی ہین۔ ثبوت خلافت خلفاء راشدین مین لکہی گئی ہین۔ اور حدیث خم غدیر کی پوری بحث مذکور ہے۔ اور دربارہ شان نزول آیہ کریمہ یا ایہا الرسول بلغ الآیہ فریقین کے مفسرین کے اقوال مع ما لہم و ما علیہ کے مسطور ہین۔ اور اہلبیت و عترت کی نسبت جو کچہ

شیعون کے خیالات ہین وہ دکہلائے گئے ہین - عنقریب انشاء اللہ تعالے
یہہ رسالہ چہپکر ہدیہ ناظرین ہوگا - واہ سبحان اللہ ہم تو مدت سے منتظر تہے
کہ کوئی صاحب اشتہار آئینہ حق نما کا جو کہ شیخ حبیب احمد صاحب بہار نپوری
نے شائع کیا ہے جواب لکہین - تو حقیقت اہلسنت کہلجائے -

امروہہ سے مولوی محمد احسن قوم نوباف نے ایک جواب لکہا تہا -
جسمین مثل مولف اپنی تمام کتابون کو بے اعتبار بتلایا گیا تہا - حالانکہ بخاری
و مسلم بہی اوسی مین داخل ہین - اوسکا جواب بذریعہ حمایت الایمان امروہہ
سادات نے چہاپا تہا - اور ایک لاکہہ روپیہ انعام مجیب کے لئے تجویز کیا
تہا - آجتک تو کسی نے دم نہ مارا تہا - مگر اب مولف صاحب نے کروٹ
بدلی ہے - دعوی تو پرزور معلوم ہوتا ہے مگر نتیجہ مین وہی تین کانی ہونگی
جہلا رسنتیہ تو بہت خوش ہو رہے ہونگے کہ مولف صاحب بڑے محقق ہین
مگر عقلاء خود سید اندعز شیعین کے باایمان ہرنے کا جو مولف صاحب نے
ثبوت دینا چاہا ہے - او نکو آگاہ ہونا چاہئے کہ اشتہار [illegible] استدعا کی
ہے - کہ پورہ رسالہ [illegible] دونون صاحبون کا دینا سے ایمان [illegible] جانا
ثابت کردو - مولف صاحب نے یہہ نہین لکہا کہ ہم رسالہ مذکور کے اون
مضامین کو جو کہ ثبت کفر و نفاق شیخین لکہے گئے ہین - باطل کرکے اپنے
خلیفون کا ایماندار ہونا ثابت کرینگے - اس سے ہمکو ایک نوع کی تشویش
ہوگئی - کہ بخاری و مسلم و مشکواۃ وغیرہا سے لکہدین گے - قال ابوھریرہ
و قال عائشہ و قال عکرمہ و قال عمر ابن سعد قال شمر ذی الجوشن

اگر مولف نے رسالہ سجادیہ کا رد نہین لکہا اور ویسے ہی قلم اوٹھایا ہے تو اونکو
لازم ہے کہ مسودہ کو پہاڑ پہوڑ کر خاک سیاہ کر دین خلاف شرائط اشتہار اگر
جواب ہوا تو ردیات مین نیلام کر دیا جاویگا - معاملہ غدیر جو کہ شاہ صاحب
تحفہ مین بہت کچہہ لکہہ چکے ہین اوسکا جواب مجلدات عبقات الانوار مین جلد
دوم حدیث غدیر سے دیا گیا ہے - مولف صاحب کو لازم ہے کہ اوس جلد کا
جواب دیکر حدیث غدیر کا خلاف مقصود شیعہ ہونا ثابت کرین - ورنہ جو کچہہ لکہا
ہے وہ بچون کو پتنگ بنانے کے لئے دیدین - ہمارے سرکار مین غیر
ٹکسال عزیزون کی قدر و منزلت نہین ہے اشتہار نمبر ۳ مین ہمنے
یہہ شرط لکہدی ہے کہ براہ بندہ نوازی کمیٹی جانچ کے لئے معاملہ مرتب کرکے
تین نمبرہائے مندرجہ اشتہار کا بہت ثبوت لیجئے - رسالہ سجادیہ شریفہ کا
جواب تیار فرمائے سوائے اسکے کہ بقاعدہ مناسب مناظرہ ہو آپ کے لکہے ہوئے
جواب ہمارے یہان قبول نہوگا -

مولف صاحب اگر شرائط اشتہار ملحوظ رکہکر جواب دین تو بہتر ورنہ خاموش ہی رہین
جیسے کہ قدیم سے اون کے بزرگ بمقابلہ شیعہ رہے ہین - صفحہ ۱۲ و ۱۳ پر مولف
صاحب دو آیتین قرآن پاک کی پیش کرتے ہین - اول آیہ خمس واعلموا انما
غنمتم من شی فان اللہ خمسہ وللرسول ولذی القربی
والیتمی والمسکین وابن السبیل - دوم آیہ - مال فی ما افاء اللہ
علی رسولہ من اہل القری فللہ وللرسول ولذی القربی
والیتمی والمسکین وابن سبیل الی اخرہ ہر دو آیات سے وہ یہہ نتیجہ

نکالتے ہین کہ خمس وہ مالِ فی ہین چونکہ چند حصہ کئے گئے ہین لہذا اوسمین جو
کثرتِ حصہ داران اجراء احکام وراثت نہین ہو سکتی وقف وہبہ و میراث سب باطل
دعوائے بلادلیل ہے - مولف صاحب کو آگاہ ہونا چاہئے کہ اموال متذکرہ کے
تقسیم کرنے کو یہہ چھہ موقع بتلائے گئے ہین -

مطلب ظاہرا یہہ ہے کہ اس مال کو اور ضرورتون مین صرف نکیا جاوے
سوائے ان مقامات کے جنکی تفصیل درج قرآن ہے چہہ حقدارون مین تین
مستحق متعین ہین اور تین مجہول - خدا و رسول و ذی القربے کی تشخیص بلا
تردد ہے - یتیم و مسکین و مسافر مین کلام ہو سکتا ہے مگر تین صفات آخر کی
آدمی خاندان رسول مین بہی موجود ہین - پس کیون نہین ممکن ہے کہ تمام آیت
خاندان رسول کو فائدہ پہونچانے والی ہو - یہہ نہین ہو سکتا کہ اپنے گہر انکے
کے یتیم و مسکین فاقہ سے مرین اور دوسرون کا پیٹ بہرا جائے - اول نفسے
خویش بعدہ درویش پر تمام اہل اللہ لوگون کا عمل ہے - یہہ آیت اون لوگو
تعلق رکہتے ہین - جن پر زکواۃ حرام کی گئی ہے - عام یتیم و مسکین و
مسافرین کو اس حکم مین داخل سمجہا جائے تو بڑی ناانصافی ہے - کہ وہ
زکواۃ پر بہی ہاتہہ مارین اور خمس و مال فی سے بہی بہرہ یاب ہون - اور
یتیمانِ آلِ محمد زکواۃ سے بہی محروم رہین - اور خمس جو اون کا اصلی
حق ہے اوسمین بہی حصہ نہ پائین - اس مال مین آدہا جناب سیّد کا
بلاشراکت غیرے بہی ہوتا ہے - کیونکہ خدا کا حصہ رسول کا حصہ تہا بعد
انتقالِ رسول متعلق بوالی و ذی القربے جو کہ سیدہ ہین دو حصہ خدا و رسول کے

اور ایک حصہ اپنا پاکر تین حصہ کے مالک ہو جائینگے جو کہ پورا نصف ہوتا ہے اگر مولف صاحب اسموقع پر یہہ فرمائین کہ خدا و رسول کا حصہ امام زمانہ کا تہا - اور وہ ابوبکر تہے - ہمکو اس کے تسلیم کرنے سے کچہہ عذر نہین -

مگر حضرات اہلسنت اتنا ثابت فرما دیوین کہ ابوبکر و عمر کو آنحضرت نے اپنا جانشین فرمایا تہا - جو صاحب اس بات کا ثابت کرنا چاہین وہ پہلے شاہ صاحب کے اس قول مندرجہ تحفہ کی اصلاح کا فکر فرمالین کہ خلفاء ثلثہ نہ معصوم اند و نہ منصوص - پس جبکہ عبدالعزیز جیسے ہواخواہ ثلاثہ کو اون کے غیر منصوص ہونے کا اقرار ہے تو ایسے غیر منصوص ہوندو خلفاء کو مال خدا و رسول کا مالک جایز قرار دینا سراسر بعید العقل ہے بلحاظ داشت حضرات اہلسنت ہمنے مان لیا کہ بوجہ تعلقات سیاست و حکومت حضرت ابوبکر امام وقت تہے - اور حقوق خدا و رسول پر اونکو تصرف کرنے کا منصب تہا - تو کیا اس امامت سے وہ سہم ذوی القربی کو بہی شیر مادر سمجہکر ہضم کر سکتے تہے - امام وقت پر یہہ بہی تو لازم ہے کہ حقداروں کو اون کا حق واجب پہونچائین - اہل قرابت یتیموں مسکینوں مسافروں کو اون کا حصہ واجب عنایت فرماوین - ہم اتنی دردسری گوارا نہین کرنے کہ اسوقت کتنے ساکین و مسافرین کی فہرست بتائین کہ کس کسکو دیا گیا - فقط ذوی القربے کی بابت خیر اندیشان خلفاء سے پوچہتے ہین - کہ بندہ کو مال خمس سے کتنے خواہگیون دے -

فدک سے جسکی بروایات اہلسنت مندرجۂ تشئید المطاعن ایک لاکھ چوبیس ہزار روپیہ سالانہ آمدنی تھی ۔ کئے ہزار روپیہ دیئے ۔ آخر ان جیتے جاگتے ذوی القربی کو بھی دیا ۔ یا سب خود ہی سمیٹ لیا ۔

شاہ صاحب ابوبکر کے بارہویں طعن میں لکھتے ہیں کہ مال آنجناب بعد از وفات حکم وقف دارد بر جمیع مسلمین خلیفۂ وقت ہر کہ راخواہد بچیزے اختصاص نماید مؤلف صاحب صفحہ ۳۱ میں لکھتے ہیں کہ وقف و ہبہ و میراث سب باطل دعوے بلادلیل ہے ۔ کیا خوب بقول شاہ صاحب متروکات نبی بعد وفات وقف ہوں اور بقول مؤلف صاحب ان میں قابلیت وقف و ہبہ وغیرہ نہ ہو نہ معلوم ان دونوں صاحبوں میں کون سچا ہوگا عبد العزیز صاحب کو تو جھوٹا کہہ نہیں سکتا البتہ مؤلف صاحب ہی جھوٹے ٹھیرینگے [illegible] خلیفۂ وقت کے اختیارات تو بقول شاہ صاحب ایسے وسیع ہوں کہ جسکو چاہیں کسی چیز میں مخصوص کرا دیویں اور رسول خدا اتنا بھی نہ کرسکیں کہ فدک کو فاطمہ کے واسطے خاص کرا دیویں ۔ عجیب سے نائب وسیع الاختیار سوائے ابوبکر کے اور کسی نے نہیں دیکھا ۔ ف ۲ ۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ حضرت نے ہبہ کیا [illegible]

[illegible]

مؤلف صاحب فرماتے ہیں کہ یہہ دعوی بلادلیل ہے نہ معلوم دلیل ان کی اصطلاح میں کس چیز کا نام ہے ۔ اب اس توجیہ غیر وجیہ کا جواب دیتا ہوں جس پر تمامتر [illegible] سے مؤلف صاحب کا زور ہے کہ حدیث کافی میں جو یہہ فقرہ ہے اِنَّ الْأَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوا دِرْهَمًا وَلَا دِينَارًا وَإِنَّمَا أَوْرَثُوا أَحَادِيثَ مِنْ أَحَادِيثِهِمْ ۔ اسمیں لفظ (لَمْ يُوَرِّثُوا) عام وراثت کی نفی پر دلالت کرتا ہے

یعنی کسی فرد کے لئے افراد عالم سے خواہ وہ وارث ہون یا علماء ترکہ انبیاء سے ورنہ نہین ملسکتا - اور دوسرا لفظ و انّمّا ہے یہہ لفظ بمقام حصر آیا کرتا ہے دونون لفظ کی تائید مین مولف صاحب نے صفحہ ۹ پر آیات قرآن پیش کے ہین جنکو ذیل مین مع جواب لکھتا ہون - بحث لفظ (لم) قولہ تعالے الا ابلیس لم یکن من السجدین -

مولف صاحب اس آیہ مبارکہ کے یہہ معنی لکھتے ہین مگر ابلیس نہ تھا سجدہ کرنے والون سے - فائدہ مین تحریر فرماتے ہین کہ نتیجہ آیت یہہ ثابت ہوا کہ نتھا سجدہ کرنے والون سے نہ یہہ کہ اوسنے کسی خبر و زمانہ مین سجدہ کیا - اگرچہ اوس وقت نہ کیا مطلب مولف کا یہہ ہے کہ لم یکن من السجدین - جو درباب شیطان قران مجید مین آیا ہے وہان لفظ (لم) ما انقطاع ثابت ہوتا ہے کہ ذات شیطان سے عام طور پر سجدہ کی نفی کی گئی ہے یعنے یہہ کہ نہ اوسنے پہلے کبھی کسی جزو زمانہ مین سجدہ کیا اور نہ اب زمرہ ساجدین مین داخل ہوا افسوس ہے کہ مولف صاحب نے اپنے دعوی کے سچا ہونے کی غرض سے آیہ قرآن کی غلط تفسیر کی - اصل واقعہ یہہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا وجود باکرامت خدا نے بنایا تو تمام فرشتون کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ تعظیمی کرو سب نے بحکم خدا فوراً آدم کو سجدہ کیا مگر شیطان نے خدا سے بحث شروع کردی کہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین - یعنے میری خلقت آگ سے ہے اور اس کی مٹی سے آگ جسم لطیف رکہتی ہے اور خاک کثافت سے بہری ہوئی ہے - یہہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ اعلے ادنی کی تعظیم کرے اسپر خدا نے اوسکو گروہ ملائکہ سے خارج کرکے ملعون قرار دیدیا - اس سے صاف ظاہر ہوگیا کہ شیطان کو جزو زمان کیا

بلکہ ہر زمانہ مین سجدہ باری ادا کرنے کی عادت تہی نیز دیگر ملائکہ بہی عادی بسجود تہے اسیواسطے خدا نے تمام گروہ ملائکہ کو جو کہ اپنے معبود کی عبادت مین حاضر رہتے تہے امر بسجدہ فرمایا تہا - اگر شیطان طائفہ ساجدین مین نہ ہوتا اور کبہی پہلے اوسنے یہہ عمل نہ کیا ہوتا تو بمقام استدلال یہہ نہ لکہتا کہ مین اوس آدم سے افضل ہون - بلکہ یہہ دلیل پیش کرتا کہ ہرگاہ خداہی نے خود بدولت کے سامنے کبہی سر نہین جہکایا - یا تو یہہ ہیولۂ خاکی یعنے جسد آدم علیہ السلام کیا وقعت رکہتا ہے حسب مذاق مؤلف خدا سے بڑی غلطی ہوئی کہ آدم علیہ السلام کے سامنے سر جہکانیکا ایسے فرشتہ کو حکم دیا جو کہ ہمیشہ سے بر سر اطاعت تہا خدا کا شیطان کی نسبت یہہ فرمایا کہ (ابیٰ واستکبر) یعنے آدم کو سجدہ کرنے سے از راہ غرور انکار کیا اسی پر دلالت کرتا ہی کہ وہ انکار براہ تکبر اوس سے واقع ہوا اور نہ وہ ہر وقت سجدہ باری پر آمادہ تہا کمال تعجب سے کہا جاتا ہے کہ مؤلف صاحب شیطان کے از جملہ ساجدین ہونیسے منکر ہین حالانکہ تمام اہل اسلام اوس کے معلم الملکوت و عابد و ساجد ہونیکے مقر ہین چنانچہ یہہ شعر زبان زد عام ہے ؎

گیا شیطان مارا ایک سجدہ کے نہ کرنیسے ۔ اگر لاکہون برس سجدہ مین سر مارا تو کیا مارا

مطلب یہہ ہوا کہ گو پہلے شیطان نے کثرت سجود سے اپنے ماتہے کو زانوے شتر بنا دیا تہا - مگر ایک دفعہ بمخالفت حکم باری ترک کرنے سے تمام گذشتہ عبادت رائیگان ہوگئی - مین کمال حیران ہون کہ خدا کو آدم کے لئے انکار سجدہ سے شیطان پر ایسا غصہ آیا کہ اوسکو ملفوف ملائکہ سے خارج کرکے تا قیامت راندہ درگاہ کر دیا اور قبل ازین ترک عبادت سے گاہے ملال نہ ہوا - مجکو سخت ہی تعجب ہے

خدا اپنے مقدس کلام مین ارشاد فرماتا ہے کہ ما خلقت الجن والانس الا
لیعبدون یعنی نہین پیدا کیا مینے جنون اور انسانون کو مگر براے عبادت اور شک
نہین کہ بحکم کان من الجن ابلیس ملعون خبیس اجنہ سے تھا اندرینصورت مؤلف
صاحب کیونکر یہہ کہنے کا حق رکھتے ہین کہ شیطان سے بفحواے لم یکن من السجدین
کبھی پہلے سجدہ نکیا تھا۔ بہ پاس خلفاء ایسی سخن تراشی فرماتے ہین جس سے خواہ نخواہ
اون کی حق پوشی و ناحق کوشی کا یقین کرنا پڑتا ہے۔ مین انشاء اللہ بخاری و
مسلم شریف سے ایسی احادیث دکھلاؤنگا جن سے بلا تکلف سمجھ لیا
جائیگا کہ مولف کا یہہ دعویٰ کہ لفظ (لم) سے عام نفی مستنبط ہوتی ہے
سراسر باطل ہے۔ بخاری شریف مین لکھا ہے بغضبت فاطمۃ بنت رسول
اللہ وھجرت ابا بکر فلم تنزل مھاجرتہ حتے توفیت وعاشت
لعبد رسول اللہ ستۃ اشھر۔ یعنے غصہ ہوئین فاطمہ ابو بکر پر اور اونسے
جدائی اختیار کی اور نہ زائل ہوئی جدائی اون کی ابو بکر سے یہان تک کہ وفات
پائی اور زندہ رہین بعد نبی چھہ مہینے۔ لفظ مہاجرت مندرجہ بخاری سے انکا
یہہ مراد ہے کہ سیدہ نے ابو بکر سے ملنا جلنا بعد مقدمہ فدک ترک کر دیا۔
چونکہ حدیث مین لفظ (لم) آیا ہے۔ غالبًا مولف صاحب اور اون کے
ہم مذہب یہہ ہی سمجھینگے کہ (لم) سے عام نفی پائی جاتی ہے یعنی یہہ کہ
کبھی اور کسیوقت سیدہ اور ابو بکر مین اتحاد نہین ہوا قضیہ فدک کے قبل و زمانہ مابعد
مین کا ہے باہم ربط و ضبط نہ ہوا تھا بہ مقام دیگر بخاری موصوف مین ہے فوجدت
فاطمۃ علی ابی بکر فی ذالک فھجرتہ فلم تکلمہ حتی توفیت

وعاشت بعد النبی ستۃ اشھر - یہہ حدیث بھی ہم معنی حدیث بالا سے
اور لفظ (لم) بھی موجود ہے نہ معلوم اسجگہہ مولف صاحب کیا معنی تجویز فرمانیگے
مسلم شریف مین بھی - لم متکلم حتے ماتت - درج ہے - مولوی خلیل احمد
صاحب انبیٹھوی ضلع سہارنپور مین ہدایات الرشید مین (جسکو اہلسنت نے
نمونہ عجائب قدرت خداوندی کا خطاب دیا ہے - (دیکھو اشتہار مولوی
محمد قاسم صاحب الہ آبادی جس کی سرخی یہہ ہے کہ سوال از جمیع علمائے
شیعہ) لکھا ہے کہ لفظ (لم) عام کلام کی نفی نہین کرتا - بلکہ مطلب یہہ ہے
کہ سیدہ نے خاص معاملہ فدک مین فرط ندامت و خجالت سے گفتگو نہ کی دیگر
امورات مین گفت وشنود ہوتی رہی بلکہ صاحب ہدایا الرشید نے شیعہ کی
کتاب علل الشرائع سے ثبوت پیش کیا ہے کہ سوائے امر فدک سیدہ
وحضرت ابوبکر مین سلسلہ کلام جاری تھا اسکا جواب حقیر نے رسالہ تقریر دلپذیر
مولفہ خود مین عجیب پرلطف دیا ہے بہرحال مولف صاحب تو ہر جگہہ (لم) کو
عام تجویز فرماتے ہین - مگر مولف ہدایات الرشید و امام مسلم و بخاری نے جو اسکو
خاص کیا ہے دیدہ بابیداوں کے حق مین بیاد اش مخالفت کیا - ارشاد فرمائے
ہین - مولف صاحب کو یقین فرمانا چاہیئے کہ بحکم ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے
دارد کہین لفظ (لم) سے عام نفی ہوجاتی ہے اور کسی جگہہ خاصہ حدیث کافی
مستدلہ مولف صاحب مین اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِرْهَمًا وَّلَا
دِيْنَارًا جو وارد ہوا ہے اسجگہہ لفظ (لم) سے یہہ ہی مطلب صریحا پیدا ہوتا ہے
کہ امت محمدی مین جو علماء حق ہین وہ وارث نبی ہین - مگر ایسے وارث نہین

جیسکہ ہر مورث کے ورثا ہوتے ہین - بلکہ وہ وارث علم نبی ہین جس سے ترویج و اشاعت
احکام دین کرین نہ ایسے وارث کہ متروکہ مورث سے درہم و دینا پاتین جناب مولانا و
مقتدانا السید علام حسنین صاحب کنتوری ادام اللہ وجودہ نے جو مختصر جواب جواتہ قلم فرمایا
وہ ایسا جامع ہے کہ جسکے مقابلہ مین قلم اوٹھانا کار عقلا نہین مولانا کے مقدم الوصف
نے جو جواب تحریر فرمایا ہے کہ حدیث درہم و دینا رومعاملہ سیدہ سے کوی علاقہ نہین
یہی جواب سلطان العلماء اعلی اللہ مقامہ نے حاشیہ معالم پر لکہا ہے - دیکہو
تشئید المطاعن جواب باب دہم تحفہ مین بہ مقام بحث وارث صفحہ (۲۰۷) -

بحث متعلق بلفظ (انما)

حدیث کافی مین جو یہہ الفاظ وارد ہوئے ہین وانما اورثوا احادیث من احادیثہم
اسکی نسبت جناب مخاطب صاحب تحریر فرماتے ہین کہ لفظ (انما) حصر ہے چنانچہ
خدا فرماتا ہے انما اللّٰہ الہٌ واحدٌ - جزاین نیست کہ اللہ الہ واحد ہے اون کے
ذہن نزرین مین یہہ امر متر تکز و جاگزین ہوگیا ہے کہ ترکہ انبیاء کا انحصار محض احادیث
ہو چکا ہے سوائے علم و حدیث کے اونکا اور کوئی ترکہ وورثہ نہین ہے مین افسوس
کرتا ہون کہ مخاطب صاحب نے (انما) کو یہہ معنی حصر تجویز کرتے وقت شاہ صاحب کی
روح سے بہی شرم نہ کی حضرات اہلسنت کی یہہ کیفیت ہے جبکہ کوئی لفظ مفید مطلب
ہوتا ہے اوسکے معنی بدلکر کچھہ اور رنگ بگڑ جاتے ہین اور جسوقت وہی لفظ مضرت
رسان ہوتا ہے دوسرا پہلو بدل لیتے ہین - جناب امیر علیہ السلام نے جو رکوع مین
انگشتری تصدق کی تہی اوسکے بارہ مین خدا نے یہہ آیت شریف نازل فرمائی ہے -
انما ولیکم اللّٰہ و رسولہ الی اخرہ شیعہ کہتے ہین کہ (انما) انحصار ولایت پر دلالت

کرتا ہے یعنی متولی امر خدا و رسول بجز اسکے او رکوئی نہیں جسنے رکوع مین انگشتری دی اور وہ شخص باتفاق امت جناب امیر علیہ السلام ہین۔ پس آپ ہی آنحضرت کے خلیفہ بلافصل ہین اسپر جناب شاہصاحب کو ایسا غصہ آیا کہ فرط غیظ و غضب و جوش حسد و عداوت خاندان نبوت سے صاف انکار کر دیا کہ شیعہ (انما) کو حصر تجویز کرنے مین بر سر غلطی ہین۔ انحصار ولایت حضرت امیر کی ذات پر منحصر نہین دیگر بزرگوار بہی متولی امر اسلام ہین دیکہئے مخاطب صاحب انما کو حصر لکہنے مین سچے ہین یا عبد العزیز صاحب اوسکے خلاف بیان کرنے مین۔ اگر جناب مخاطب بہ مخالفت شاہصاحب (انما) کو حصر بیان کرتے ہین تو اونکو ثلاثہ کی خلافت سے استعفا لازم آگیا کیونکہ شاہصاحب نے اسی خوف سے انکار حصر کیا ہے حضرت مخاطب بالیقین سمجہ لین کہ ہم بہی (انما) کو حصر جانتے ہین۔ اور حدیث موصوفہ بالا مین (انما) نہایت صحیح و بجا و حسب موقع واقع ہوا ہے اور حکم حصر سے یہہ بہی مراد ہے کہ بجز علم و احادیث علما اور کسی چیز کے از قسم درہم و دینار وارث انبیا نہین ہو سکتے نہ یہہ کہ اون کی وارثت میں اجرا ر احکام ارث ممنوع ہے مین امید کرتا ہون کہ رسالہ ہذا کو معائنہ کر کے متنزلزل ہدایت پائین گے اور شیعہ مدارج یقین مین انشاء اللہ ترقی حاصل کرین گے اور مخاطب فرط ندامت پیوند زمین ہوجاوین گے۔ والسلام من اتبع الہدیٰ۔

تمت

الحمد اللہ کہ رسالۂ ثبوت وراثت انبیاء بتاریخ ۲۸ - ماہ - اگست ۱۹۰۶ء مطبع ریاض فیض نگینہ مین باہتمام خواجہ بشیر حسین کے چہپ کر شائع ہوا۔

نام کتاب	قیمت
نقشہ معرکہ کربلا۔ معہ نام سرداران وتعداد فوج یزید متعلقہ ہر سردار۔	۱ر
تعویذ ام الصبیان	۔ر
تعویذ و دعا گنج العرش	۔ر
دعا طاعون کلان	٠ر
ایضاً - خورد۔	۔ر
رسالہ ماس پرکاش مصنفہ سید امیر کاظم صاحب رئیس نگینہ دررد آریہ قیمت	۳ر
لچھمی کے تکے بوٹی۔ ایضاً	۱ر
نیوگ نامہ۔ دررد آریہ	۵ر
ایضاً حصہ دوم دررد آریہ	٠ر
ناول شعلہ پنہان۔ در مکالمہ عفت وعصمت دو ہمشرگان ایک اخلاقی ناول جس مین مردون کے عیوب بڑی خوبی سے دکھلائے گئے ہین۔	۴ر
ناول قیصر وحسینہ۔ ایک دلچسپ و دلگداز ناول۔	۴ر

نام کتاب	قیمت
بشارت نامہ۔ یعنی وصیت نامہ رسول مقبول قیمت	۔ر
میزان فارسی۔ جس مین فارسی کی تعریف و ترتیب بطریق میزان الصرف عربی ہے۔ قیمت	۳ر
انشاء گلدستہ رقعات انشا پردازی مین مفید کتاب ہے قیمت	۵ر
انشاء دلکشا۔ چار جزی خوشخط جلی قلم	۲ر
دستور الصبیان۔	۵ر
صفوة المصادر۔ دو جزی خوشخط جلی قلم قیمت	۱ر
قادر نامہ	٠ر
تشریح الحروف۔	٠ر
قاعدہ بغدادی	۔ر
حکایات لطیف	۱ر
قصہ شاہ روم	٠ر
کربلا۔	٠ر
خالق باری۔	٠ر

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
لڑکون کا کھیل-	۱ر	تفضیح الکاذبین مصنفہ سید امیر کاظم صاحب	
شکایت نامہ	—ر	رئیس نگینہ در مناظرہ- قیمت	۴
کنواری نامہ-	—ر	تردید الکاذبین- ایضاً	۴ر
کنوارہ نامہ	—ر	طاعون کا حکمی علاج	—ر
پہاڑہ اردو	—ر	رسالہ غسل و وضو-	مفت
پہاڑہ ناگری	—ر	بارہ ماسہ جمنا جواہر اردو-	—ر
اچھر دیپ ؍؍	۰	بھگتی پردیپ کا ناگری-	۰
بال اوپدیش	۳ر	تلخیص مرقع کربلا مصنفہ سید نذیر کاظم	
پارۂ عم-	۱	صاحب رئیس نگینہ	۳ر
پارۂ الم-	۱ر	سچا عقیدہ- مصنفہ جناب ؟؟ علوی	
عہد نامہ	—ر	کرامت حسین صاحب بیرسٹر الہ آباد-	۰ر
دعائے جمیلہ-	—ر	تاریخ جناب سیدہ- مصنفہ ایضاً	۲ر
ماسقیمان	۰	**کاغذات عدالت**	
محمود نامہ	۰ر		
قصہ سیاہ پوش	۰	جملہ کاغذات عدالت و رسید بہی وغیرہ	
مثنوی تہانہ عاشق بہوان	۳ر	مطبع ہذا میں موجود ہین-	

المشتہر خواجہ بشیر حسین مالک مطبع ریاض فیض نگینہ